مبرّة الآل والأصحاب
سلسلة قضايا التوعية الإسلامية (٩)

دائمی وصیت

حقیقتِ توحید ائمہ اہل بیت کی نظر میں



تالیف
محمد سالم الحضر

ترجمہ
عبید اللہ مظفر الحسن

دائمی وصیت

حقیقتِ توحید ائمہ اہل بیت کی نظر میں

تالیف

محمد سالم الحضر

ترجمہ

عبید اللہ مظفر الحسن

بغیر کسی ردوبدل اور حذف واضافہ طباعت کے حقوق تمام
محبانِ اہل بیت ومحبانِ صحابہ کو حاصل ہیں۔

نام کتاب : الوصية الخالدة، حقيقة التوحيد عند أئمة أهل البيت

اردو نام : دائمی وصیت، حقیقت توحید ائمہ اہل بیت کی نظر میں

تصنیف : محمد سالم الحضر

ترجمہ : عبید اللہ مظفر الحسن

مبرۃ الآل والأصحاب (کویت)

ٹیلیفون: 22560203- فیکس: 22560346

www.almabarrah.net

فہرست مضامین

فہرست مضامین.....3

مقدمہ.....5

شرک سب سے بڑا ظلم ہے.....8

دعا عبادت ہے.....14

یہ تو انبیاء کا فرمان ہے، اب آپ کا کیا خیال ہے؟.....20

آل بیت نے اپنے متعلق یہ خود کہا ہے.....24

وسیلہ الگ ہے،اور مخلوق سےاستغاثہ کرنا اور دعا مانگناالگ ہے!.....28

بندے اور رب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں.....35

اے مؤمنو، کافروں کی طرح نہ ہوجاؤ!.....41

بس نام مختلف ہیں!.....53

محبانِ اہل بیت،ذرا اہل بیت سےجائز وسیلہ سیکھیں!.....56

آل بیت تو اللہ سےمدد طلب کیاکرتےتھے ،اور آپ کیا کرتے ہیں؟!.....63

اللہ نے فرعون کو کیو ں غرق کیا؟.....74

کیا زھراء علیہا السلام اور ائمہ سے مدد طلب کی جائے گی یا ان کے خالق سے؟! 77

کیا اللہ بندوں کیلئے کافی نہیں؟! 89

نعرے اب کافی ہیں 97

فہرست مراجع ومصادر 99

مقدمہ

الحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ،وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ،نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، وَبَعْدُ:

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو اکیلا معبود حقیقی ہے، جو اکیلا ساری کائنات کا خالق ومالک ہے ، اور ساری کائنات کا نظام چلانے والا ہے، جس کے ہاتھ میں رزق کی کنجیاں ہیں، جو مصیبت زدہ کی پکار کو سنتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے، جو اس کی بارگاہ میں اٹھائے گئے ہاتھ کبھی خالی نہیں لوٹاتا، تمام مخلوق اس کے سامنے عاجز اور فقیر ہے اور بس وہی اکیلا بے نیاز اور غنی ہے.

بے شمار درود وسلام ہو اس نبی آخر الزماں پر جنھیں رب نے شرک وبدعات اور باطل کے خاتمے اور سیدھی راہ کی نشاندہی کیلئے مبعوث فرمایا، ساتھ ہی درود وسلام ہو آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جنھوں نے آپ کی تعلیمات پر عمل کیا اور اسے دوسروں تک پہونچایا.

یہ مختصر رسالہ جو کہ توحید باری تعالی کے متعلق ہے میں نے سادات آل نبی ﷺ کے ایک فرد سے ملاقات کے بعد تحریر کیا ہے، کیونکہ خود انھوں نے مجھ سے یہ

مطالبہ کیا کہ میں قرآن وسنت اور ائمہ اہل بیت کے اقوال کی روشنی میں توحید باری تعالی کے متعلق ایک رسالہ تحریر کروں جو عام مسلمانوں کیلئے فائدہ مند ہو.

میں نے آپ کی اس فرمائش کو قبول تو کر لیا، مگر شرم آرہی تھی کہ علم وفضل اور تقوی میں مجھ سے افضل حضرات کی موجودگی میں کیسے قلم اٹھاؤں، لیکن دوبارہ میں نے سوچا کہ اگر نہ لکھوں تو کہیں کتمان علم کا مرتکب نہ ہو جاؤں، کیونکہ میں نے آل بیت نبی ﷺ سے مروی ایسی بہت ساری روایات دیکھی ہیں جس کی آج ان کے مذہب کی جانب نسبت کرنے والے مخالفت کر رہے ہیں.

ساتھ ہی میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ دور فتنوں کا دور ہے، نت نئے فتنے ہر روز سر اٹھارہے ہیں، ہر زندہ ضمیر اللہ سے یہ دعا کر رہا ہے کہ پروردگار میرے دین کو فتنے میں مبتلا نہ کر. اور اس سے بڑا فتنہ کیا ہوگا کہ آدمی کلمے کا اقرار تو کرے لیکن اس کے حقیقی معنی ومفہوم ہی سے بے خبر رہے، یا اس کلمے کے برخلاف عمل کرتا رہے؟

کتنے ایسے لوگ ہیں جو جان بوجھ کر اوروں کو فتنے میں مبتلا کر رہے ہیں؟ اور کتنے ایسے ہیں جو اندھی تقلید کی بناء فتنے کا شکار ہو رہے ہیں؟

لہذا میں نے ان حالات میں یہ ضروری سمجھا کہ جو صحیح علم اللہ نے مجھے عطا کیا ہے اسے اللہ کی مدد سے بقیہ لوگوں تک پہونچاؤں، اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتابچہ کو نفع بخش بنائے اور میرے اس عمل میں اخلاص عطا فرمائے.

قارئین کرام یہ یاد رکھیں کہ تمام انسانیت کو راضی کرنے کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی، بلکہ جو شخص لوگوں کی رضامندی کی خاطر اللہ کو ناراض کرتا ہے، اللہ اسے لوگوں کے حوالے کر دیتا ہے، اور جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں کی ناراضگی مول لیتا ہے، اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے.

(وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين)

مؤلف

شرک سب سے بڑا ظلم ہے

اللہ رب العالمین نے شرک کو سب سے بڑا گناہ، اور ظلمِ عظیم قرار دیا ہے اور مشرک پر جنت کو حرام کر دیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾[1] (یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا) اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾[2] (یقیناً اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سواء جسے چاہے بخش دیتا ہے).

اللہ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ وہ شرک کو توبہ کے بغیر معاف نہیں کرتا، اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بغیر توبہ معاف کر دے[3].

امام علی نے اس آیت کو اتنی اہمیت دی کہ آپ نے فرمایا: (قرآن میں اس آیت سے بڑھکر کوئی آیت مجھے پسند نہیں ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾[4][5].

---

[1] سورۃ المائدہ آیت/72.

[2] سورۃ النساء آیت/48.

[3] شیخ مفید کی المسائل السرویہ: (ص/101).

شرک کے دردناک انجام اور اس کے سنگین نتائج کی وجہ رب نے اسے بڑا بھاری ظلم قرار دیا ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [6](بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے)، لہذا جس نے شرک کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا، اس کے بر خلاف اہل ایمان کا معاملہ اللہ نے یوں بیان فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ [7](جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ان کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں).

مزید برآں مشرک کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی عمل رب کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [8](اور اگر وہ لوگ شریک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے).

---

[4] سورۃ النساء آیت/48.

[5] التوحید لابن بابویہ قمی:(ص/409).

[6] سورۃ لقمان آیت/13.

[7] سورۃ الانعام آیت/82.

[8] سورۃ الانعام آیت/88.

بلکہ اللہ رب العالمین نے نبی اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾[9] (اور (اے محمد ﷺ) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے).

اسی لئے توحید کو عام کرنے اور بندوں کو غیر اللہ کی پرستش سے آزاد کرنے کیلئے اللہ نے رسولوں کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾[10] (ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو).

اور اللہ رب العزت نے جتنے بھی رسول بھیجے ان تمام رسولوں نے سب سے پہلے اپنی امت کو توحید ہی کی دعوت دی، اور اللہ کی وحدانیت ہی کا پیغام ان کے سامنے سب سے پہلے پیش کیا، جیسا کہ:

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾[11] (اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے

---

[9] سورۃ الزمر آیت/65.

[10] سورۃ النحل آیت/36.

[11] سورۃ الاعراف آیت/59.

سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے).

ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے کہا: ﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ [12] (اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں؟).

اور یہی حکم اللہ رب العالمین نے اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کو بھی دیا اور فرمایا: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [13] (آپ کہیے کہ آؤ تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمادیا ہے، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ).

یہی وجہ تھی کہ اللہ کے نبی ﷺ لوگوں کے درمیان جاتے اور کہتے: (لاالہ الا اللہ) کا اقرار کرلو کامیاب ہو جاؤ گے، جبکہ آپ کے پیچھے آپ کا چچا ابولہب آپ پر آوازیں کستا اور پتھر پھینکتا [14].

---

[12] سورۃ الاعراف آیت/65.

[13] سورۃ الانعام آیت/151.

[14] مسند احمد بن حنبل - حدیث نمبر (16066) - شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے صحیح لغیرہ کہا ہے، اور شیخ البانی نے اسے (السیرۃ النبویہ: ص/143) میں صحیح قرار دیا ہے.

توحید جس قدر بڑی نعمت ہے شرک اسی قدر بڑا گناہ اور ظلم ہے، اور اللہ کی خاطر مشرک نفرت کئے جانے کا زیادہ حقدار ہے، کیونکہ اس نے اپنے رب سے برا گمان کیا اور اپنا تعلق غیر اللہ سے جوڑ لیا ہے، جو کہ ظلم عظیم ہے اور ہر زندہ ضمیر شخص ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور ظلم سے نفرت کی بناء ظالم سے بھی نفرت کرتا ہے اور بغض رکھتا ہے.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: (سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ جبکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے!)[15].

اسی لئے شرک سے بچنا اور مشرکین اور ان کے شرک سے اپنی براءت کا اظہار کرنا اولین واجبات میں سے ہے.

ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے، انھوں نے مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ سے اپنی براءت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۞ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۞ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾[16] (آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے، جنہیں تم پوج رہے ہو؟ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، وہ سب

---

[15] مستدرک الوسائل: (332/14)، صحیح بخاری- کتاب التفسیر- باب ﴿ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ -حدیث نمبر (4477)، صحیح مسلم- کتاب الایمان- حدیث نمبر (86).

[16] سورۃ الشعراء آیت/75-77.

میرے دشمن ہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے)، اور سورہ انعام میں ہے کہ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: ﴿ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴾ [17](بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں).

یہی ملتِ ابراہیمی ہے جس کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور اسی کے متعلق اللہ نے فرمایا: ﴿ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ﴾ [18] (دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بیوقوف ہو).

اور اسی ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم اللہ رب العزت نے تمام انسانیت کو دیا ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ﴾ [19](تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ، ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہو گئی).

---

[17] سورۃ الانعام آیت/78.

[18] سورۃ البقرہ آیت/130.

[19] سورۃ الممتحنہ آیت/4.

دعاعبادت ہے

دعاعبادت ہے،اور اس حقیقت کو ہر مومن جانتا ہے،اور اس کا احساس اسے اس وقت ہوتا ہے جب وہ دنیا وآخرت کی بھلائی مانگنے کیلئے رب کے آگے اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے.

دعا کے عبادت ہونے پر قرآن وسنت میں بے شمار دلائل موجود ہیں،ساتھ ہی آل بیت علیہم السلام کے اقوال بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں ، اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے مانگنا اور ان سے دعا کرنا،اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کی عبادت میں شریک کرلینا ہے.

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : (میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے آپ نے فرمایا: إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ،(بیشک دعا،عبادت ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾[20](اور تمہارے رب کا فرمان(صادر ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو

[20] سورۃ المؤمن(غافر)آیت/60.

کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے)[21].

صحیفہ سجادیہ کاملہ میں امام علی بن حسین (زین العابدین)علیہ السلام کی مناجات میں ہے،آپ نے فرمایا: (اے رب، تیرا فرمان ہے: ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾[22](اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے)اور یہ بھی تیرا فرمان ہے:﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [23](مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے) ''فَسَمَّيْتَ دُعَاءَكَ عِبَادَةً وَتَرْكَهُ اسْتِكْبَاراً، وَتَوَعَّدْتَ عَلَى تَرْكِهِ دُخُوْلَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ'' (تونے تجھ سے مانگنے کو عبادت کا نام دیا ہے،اور اسے ترک کرنے کو تکبر شمار کیا ہے،اور ترک کرنے والے کو تونے جہنم کی وعید سنائی ہے)،لہذا انھوں

---

[21] سنن ترمذی–کتاب التفسیر-حدیث نمبر(2969)اس حدیث کی سند صحیح ہے.

[22] سورۃ ابراہیم آیت/7.

[23] سورۃ المؤمن(غافر)آیت/60.

نے تیرے احسان کا ذکر کیا، اور تیرے فضل پر تیرا شکر ادا کیا، تیرے فرمان کے مطابق تجھ سے دعا مانگی، اور تیرے مزید فضل کی جستجو میں تیری راہ میں صدقہ کیا...)[24].

مرزا نوری طبرسی نے اپنی کتاب (مستدرک الوسائل) میں قطب راوندی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث ذکر کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِيْ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ الدُّعَاءُ، (تلاوت قرآن کے بعد میری امت کی سب سے افضل ترین عبادت دعا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾، ألا ترى أن الدعاء هو العبادة، کیا اب بھی تم پر یہ واضح نہیں ہوا کہ دعا عبادت ہے؟)[25].

کلینی نے (الکافی) میں ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے) اس آیت میں عبادت سے مراد دعا ہے، اور دعا ہی سب سے افضل عبادت ہے)[26].

---

[24] صحیفہ سجادیہ کاملہ للامام علی بن حسین (زین العابدین) ص/224-225.

[25] مستدرک الوسائل 159/5.

[26] الکافی: (466/2).

کلینی نے الکافی میں اور حر العاملی نے وسائل الشیعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَة،(یعنی دعا عبادت ہے)[27].

اور امام ابو جعفر الباقرؒ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ (دعا ہی سب سے افضل عبادت ہے)[28].

طوسی کی (تھذیب الاحکام) میں ابن عمار سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: (دو آدمیوں نے ایک ہی وقت نماز پڑھنا شروع کیا، لیکن ان میں سے ایک نے نماز میں قرآن کی تلاوت زیادہ کی، تو دوسرے نے تلاوت سے زیادہ دعا کی، اور دونوں ایک ہی وقت سلام پھیرے، اب بتلایئے کہ ان دونوں میں افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں، دونوں نے اچھا ہی کام کیا ہے، میں نے عرض کیا، میں یہ جانتا ہوں کہ دونوں بھلائی پر ہیں، لیکن ان میں افضل کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: دعا افضل ہے، کیا تم نے اللہ کے اس فرمان کو نہیں سنا: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (اور تمہارے رب کا فرمان (صادر ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری

---

[27] الکافی:(339/2)،(کتاب الدعاء-باب فضل الدعاء والحث علیہ)، وسائل الشیعہ:(23/7)، (ابواب الدعاء-باب الدعاء والحث علیہ).

[28] وسائل الشیعۃ:(30/7)، باب(استحباب اختیار الدعاء علی غیرہ من العبادات المستحبۃ).

کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے) اللہ کی قسم ! یہ عبادت ہے، اللہ کی قسم یہی افضل ہے، اللہ کی قسم یہی افضل ہے، بتلاؤ کیا یہ عبادت نہیں؟! اللہ کی قسم یہی عبادت ہے، اللہ کی قسم یہی عبادت ہے)[29].

سدیر سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے سوال کیا: کونسی عبادت افضل عبادت ہے؟ آپ نے فرمایا:

"مَا مِنْ شَيءٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ وَيُطْلَبَ مِمَّا عِنْدَهُ، وَمَا أَحَدَ أَبْغَضُ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِمَّنْ يَسْتَكْبِرُ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْأَلُ مَا عِنْدَهُ"

(اللہ کے نزدیک سب سے افضل یہ ہے کہ اس سے دعا مانگی جائے اور اس سے اس کا خیر طلب کیا جائے، اور اللہ کے نزدیک سب سے برا اور مبغوض وہ ہے جو اس کی عبادت سے کترائے اور اس سے دعا نہ مانگے)[30].

امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے ابو حمزہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے آپ علیہ السلام سے ارشاد باری تعالی: ﴿ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴾[31] (اور ابراہیم کی جنہوں نے

---

[29] تھذیب الاحکام: (104/2).

[30] تھذیب الاحکام: (104/2).

[31] سورۃ النجم آیت/37.

(حق طاعت ورسالت) پورا کیا؟) کا معنی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جن میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بندگی کا حق ادا کیا ہے، میں نے سوال کیا وہ کلمات آخر کیا ہیں؟ تو آپ نے عرض کیا: آپ جب صبح کرتے تو فرماتے:

أَصْبَحْتُ وَرَبِّي مَحْمُوْدٌ، أَصْبَحْتُ لَا أُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئاً وَلَا أَدْعُو مَعَهُ إِلَهاً، وَلَا أَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهِ وَلِيًّا.

(میں اس حال میں صبح کیا کہ میرا رب ہی تعریف کا حقدار ہے، میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں، نہ میں اس کے علاوہ کسی سے دعا مانگتا ہوں، اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی کو اپنا ولی مانتا ہوں)[32].

امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے یہ سوال بھی پوچھا گیا: (کونسی عبادت سب سے افضل عبادت ہے؟ تو آپ نے عرض کیا: مَا مِنْ شَيْءٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ، اللہ کے نزدیک سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی کے آگے دست سوال دراز کیا جائے)[33].

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دعا عبادت ہے، اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے دعا مانگنا یہ غیر اللہ کی عبادت کرنا ہے.

---

[32] الکافی: (388/2)، (کتاب الدعاء- باب القول عند الاصباح والامساء).

[33] الکافی: (388/2)، (کتاب الدعاء- باب القول عند الاصباح والامساء).

یہ توانبیاء کا فرمان ہے، اب آپ کا کیا خیال ہے؟

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتوں کی عبادت کرنے، ان سے مانگنے اور ان کیلئے نذر و نیاز پیش کرنے پر نکیر کرتے ہوئے کہا: ﴿أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ﴾[34] (کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ بھی نفع پہنچا سکیں نہ نقصان!)، تم کیوں ایسی ذات سے مدد طلب کرتے ہو، اور اس سے مانگتے ہو، جو خود اپنی ذات کیلئے بھی نفع اور نقصان کی مالک نہیں؟!.

اور اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا: ﴿قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾[35] (آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھے نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں).

فضل بن حسن طبرسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا﴾ یہ عبودیت کا اظہار ہے، یعنی میں اتنا کمزور بندہ ہوں کہ میں اپنے آپ کو نہ نفع پہونچا سکتا ہوں اور نہ نقصان سے بچا سکتا ہوں، ﴿إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ یعنی میرا رب اور

---

(34) سورۃ الأنبیاء آیت/66.

(35) سورۃ الاعراف آیت/188.

مالک جتنا میرے لئے نفع اور نقصان چاہے (وہ اسی کا اختیار ہے) ﴿وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ اگر میں غیب جانتا تو میرا حال کچھ اور ہوتا، میں بھلائیاں ہی بھلائیاں جمع کر لیتا، اور تکلیفوں سے بچ جاتا، اور میں جنگوں میں کبھی مغلوب نہ ہوتا، اور نہ ہی تجارت میں کبھی نفع تو کبھی نقصان کا سامنا کرتا، ﴿إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ میں ایک بندہ ہوں، مجھے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا ہے، اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا)[36].

شیخ محمد جواد مغنیہ اپنی تفسیر (الکاشف) میں کہتے ہیں: ﴿قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ یہ مسلمانوں کا اپنے نبی محمد ﷺ کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ اپنی ذات کیلئے بھی کسی چیز کے مالک نہیں، تو بھلا وہ کیسے دوسروں کیلئے ان کے نفع اور نقصان کے مالک ہو سکتے ہیں؟!، اور محمد ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا عین توحید ہے، اور ﴿وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ میں یہ دلیل ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ ہی کو حاصل ہے، کیونکہ اللہ کے سب سے مقرب بندے اپنی امت کے آگے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ بھی غیب کے سامنے دوسرے انسانوں کے مانند ایک بشر ہیں (یعنی کوئی بشر غیب نہیں جانتا)، اور آپ ﷺ صرف اس اعلان ہی پر اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ محسوسات سے بھی اس پر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر آپ غیب کا علم رکھتے تو ہر کام کے انجام کا آپ کو علم ہوتا، اور آپ صرف وہی کام انجام دیتے جس کے بہتر انجام کا آپ کو علم ہوتا، اور اس کام سے دور رہتے جس سے تکلیف پہونچ سکتی، اور آپ کو اس دنیا

---

[36] جوامع الجامع: (488/1).

میں کبھی مصائب اور تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑتا، اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ محمد ﷺ تو اللہ کے مقرب رسول ہیں تو بھلا آپ کیسے غیب کا علم نہیں رکھتے؟ تو خود محمد ﷺ نے اللہ کے حکم سے یہ فرمایا: ﴿إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ یعنی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور رسول کی ذمہ داری لوگوں تک ان کے رب کے پیغام کو پہونچانا، گنہگاروں کو عذاب سے ڈرانا، اور مطیع و فرمانبرداروں کو اچھے بدلے کی نوید سنانا ہے، رہا علم غیب اور نفع و نقصان کا اختیار تو یہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے)[37].

اور اللہ رب العالمین نے اپنے نبی محمد ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنی امت تک اس پیغام کو پہونچادیں کہ آپ کسی کیلئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں، سورۃ الجن میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۞ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا﴾[38] (آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں).

شیخ طوسی اس آیت کی تفسیر میں اپنی تفسیر (التبیان) میں رقمطراز ہیں: (اللہ رب العالمین اپنے نبی محمد ﷺ کو یہ حکم دیتا ہے کہ آپ تمام انسانیت سے کہہ دیں: ﴿إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا﴾ یعنی میں یہ طاقت نہیں رکھتا کہ تم سے نقصان کو دور کر سکوں یا تمہیں کوئی بھلائی ہی پہونچا سکوں، اس پر تو صرف اللہ ہی قادر ہے، میں تو صرف تمہیں بھلائی کی جانب بلانے اور سیدھی راہ بتلانے پر قادر ہوں، اگر تم اسے قبول کر لو تو ثواب اور

---

[37] تفسیر الکاشف: (431/3).

[38] سورۃ الجن آیت/20-21.

بھلے انجام کے مستحق ٹھہروگے، اور اگر تم اسے ٹھکرادو تو تمہیں سخت سزا اور دردناک عذاب سے دوچار ہونا ہوگا، پھر اللہ نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا﴾ [39] (کہہ دیجئے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں پاسکتا) یہاں خطاب تو نبی ﷺ سے ہے مگر اس سے آپ کی امت مراد ہے، کیونکہ آپ کبھی برا کام نہیں کرتے کہ آپ کو سزا کا خوف اور ڈر ہو، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور ذات پناہ دینے کا اختیار نہیں رکھتی ہے) [40].

شیخ طبرسی اپنی تفسیر (مجمع البیان) میں لکھتے ہیں: (اللہ اپنے نبی محمد ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا﴾ یعنی اے محمد ﷺ آپ تمام مکلفین (انسان) سے کہہ دیجئے کہ میں نہ تمہیں نفع پہونچانے پر قادر ہوں اور نہ تم سے نقصان دور کرنے کا مجھے اختیار ہے، بلکہ اس پر تو صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی قادر ہے، میں تو اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ایک رسول ہوں اور میری ذمہ داری تم تک اللہ کے پیغام کو پہونچانا، تمہیں بھلائی کی دعوت دینا، اور سیدھی راہ بتلانا ہے، اور یہی اپنی بندگی اور اللہ کے قادر مطلق ہونے کا اعتراف ہے) [41].

---

[39] سورۃ الجن آیت/22.

[40] تفسیر التبیان:(157/10).

[41] تفسیر مجمع البیان:(153/10).

آل بیت نے اپنے متعلق یہ خود کہا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام واضح الفاظ میں یہ کہتے ہیں:

فَوَاللهِ مَا نَحْنُ إِلَّا عَبِيْدُ الَّذِيْ خَلَقَنَا وَاصْطَفَانَا ، مَا نَقْدِرُ عَلَى ضُرٍّ وَلَا نَفْعٍ ، وَإِنْ رَحِمَنَا فَبِرَحْمَتِهِ ، وَإِنْ عَذَّبَنَا فَبِذُنُوْبِنَا ، وَاللهِ مَالَنَا عَلَى اللهِ مِنْ حُجَّةٍ وَلَا مَعَنَا مِنَ اللهِ بَرَاءَةٌ ، وَإِنَّا لَمَيِّتُوْنَ وَمَقْبُوْرُوْنَ وَمُنْشَرُوْنَ وَمَبْعُوْثُوْنَ وَمَوْقُوْفُوْنَ وَمَسْؤُوْلُوْنَ ... أُشْهِدُكُمْ أَنِّي امْرُؤٌ وَلَدَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وَمَا مَعِيْ بَرَاءَةٌ مِنَ اللهِ ، إِنْ أَطَعْتُهُ رَحِمَنِيْ وَإِنْ عَصَيْتُهُ عَذَّبَنِيْ عَذَابًا شَدِيْدًا.

(اللہ کی قسم ہم تو صرف اس کے بندے ہیں جس نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں منتخب کیا، ہم نفع اور نقصان کے مالک نہیں، اگر ہم پر رحم کیا جائے تو یہ رب کے رحمت کی بدولت ہے، اور اگر ہم عذاب سے دوچار کئے جائیں تو یہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے، اللہ کی قسم! نہ ہی ہمارے پاس کوئی حجت ہے اور نہ ہی ہمارے حق میں اللہ کی جانب سے براءت کا اعلان ہے، بلکہ ہم بھی مرنے والے ہیں، قبر میں دفن کئے جانے والے ہیں، دوبارہ اٹھائے جانے والے اور رب کی بارگاہ میں کھڑے کئے جانے والے ہیں اور ہم سے بھی سوالات کئے جائیں گے... میں تمہارے سامنے یہ گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں اور میرے حق میں رب کی جانب سے کوئی خاص براءت نہیں ہے، بلکہ اگر میں

اطاعت وفرمانبرداری کی راہ اختیار کروں تو رب مجھ پر مہربان ہوگا، اور اگر میں نافرمانی کروں تو وہ مجھے سخت عذاب سے دوچار کرے گا)[42].

اور آپ اپنی دعا میں یہ کہا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ لَا تَجْهَدْ بَلَاءَنَا، وَلَا تُشْمِتْ بِنَا أَعْدَائَنَا، فَإِنَّكَ أَنْتَ الضَّارُّ وَالنَّافِعُ.

(اے اللہ تو ہمیں مشقت میں مبتلا نہ کر، اور نہ ہماری وجہ سے ہمارے دشمن کو ہنسنے کا موقع دے، بلاشبہ تو ہی نفع دینے والا اور نقصان کو دور کرنے والا ہے)[43].

آپ کے پوتے امام رضا علیہ السلام اپنی دعا میں یہ کہا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنَ الحَوْلِ وَالْقُوَّةِ ، فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ. اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنَ الَّذِيْنَ ادَّعَوْا لَنَا مَا لَيْسَ لَنَا بِحَقٍّ . اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا فِيْنَا مَا لَمْ نَقُلْهُ فِيْ أَنْفُسِنَا . اللَّهُمَّ لَكَ الخَلْقُ وَمِنْكَ الْأَمْرُ ، وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ . اللَّهُمَّ أَنْتَ خَالِقُنَا وَخَالِقُ آبَائِنَا الْأَوَّلِيْنَ وَآبَائِنَا الْآخَرِيْنَ . اللَّهُمَّ لَا تَلِيْقُ الرُّبُوْبِيَّةُ إِلَّا بِكَ ، وَلَا

---

[42] بحار الانوار: (289/25).

[43] قرب الاسناد: (ص/4)- حدیث نمبر (10).

تَصْلُحُ الْإِلٰهِيَّةُ إِلَّا لَكَ ، فَالْعَنْ النَّصَارَى الَّذِيْنَ صَغَّرُوْا عَظَمَتَكَ ، وَالْعَنْ الْمُضَاهِيْنَ لِقَوْلِهِمْ مِنْ بَرِيَّتِكَ .

اللَّهُمَّ إِنَّا عَبِيْدُكَ وَأَبْنَاءُ عَبِيْدِكَ ، لَا نَمْلِكُ لِأَنْفُسِنَا ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُوْرًا . اللَّهُمَّ مَنْ زَعَمَ أَنَّنَا أَرْبَابٌ فَنَحْنُ إِلَيْكَ مِنْهُ بُرَاءٌ ، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ إِلَيْنَا الخَلْقُ وَعَلَيْنَا الرِّزْقُ فَنَحْنُ إِلَيْكَ مِنْهُ بُرَاءٌ كَبَرَاءَةِ عِيْسَى – عليه السلام – مِنَ النَّصَارَى . اللَّهُمَّ إِنَّا لَمْ نَدْعُهُمْ إِلَى مَا يَزْعُمُوْنَ ، فَلَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْ لَنَا مَا يَزْعُمُوْنَ.

(اے اللہ میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے بلکہ ہر چیز پر صرف تیرا ہی اختیار ہے. اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں جنھوں نے ہمارے حق میں وہ دعوی کیا جس کے ہم مستحق نہیں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے بھی اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں جنھوں نے ہمارے حق میں وہ بات کہی جو تو نے نہیں کہی، اے اللہ مخلوق تیری ہے، اور حکم بھی تیرا ہی چلتا ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، اے اللہ تو ہی ہمارا، اور ہمارے آباء واجداد کا خالق ومالک ہے، اے اللہ ربوبیت تیرا حق ہے، اور الوہیت بھی تجھی کو سزاوار ہے، اے اللہ تو نصاری "عیسائیوں" پر لعنت کر جنھوں نے تیری عظمت کو گھٹادیا، اور ان تمام پر لعنت کر جو ان کی روش اختیار کرتے ہیں.

اے اللہ ہم تیرے بندے ہیں،اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں، اور ہم اپنے لئے بھی نہ نفع، نہ نقصان، نہ موت اور نہ ہی زندگی کا اختیار رکھتے ہیں، اے اللہ جو یہ دعوی کرتا ہے کہ ہم بھی رب ہیں تو ہم اس سے بَری ہیں،اور جو یہ دعوی کرتا ہے کہ ہم پیدا کرنے والے ہیں اور رزق دینے پر بھی ہم قادر ہیں تو ہم اس سے بھی بَری ہیں، اے اللہ ہمارے حق میں جو ان کا دعوی ہے وہ ہمارا قول نہیں، لہذا تو ان کے قول پر ہمارا مؤاخذہ نہ فرما، اور ہمیں معاف فرمادے)[44].

امام صادق اور امام رضا علیہما السلام کے مذکورہ بالا کلام پر ذرا غور فرمائیں جس میں یہ واضح ثبوت ہے کہ اللہ ہی اکیلا نفع پہونچانے والا اور نقصان کو دور کرنے والا ہے، اور ائمۂ اہل بیت بھی انسان ہیں اور اللہ کے بندے ہیں، اور وہ بھی اپنی ذات کیلئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں.

اب اگر کوئی اس کے بعد بھی ان کے حق میں اس بات کا دعوی کرے تو وہ ائمہ پر جھوٹ گھڑنے والا ہے، اور ان کی جانب اس بات کی نسبت کرنے والا ہے جس سے وہ بَری ہیں.

---

[44] الاعتقادات لابن بابویہ قمی: (ص/99).

وسیلہ الگ ہے،اور مخلوق سے فریاد کرنااور دعامانگنا الگ ہے!

ہم میں سے اکثروبیشتر لوگ بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، لیکن جب ان کی غلطی پر انھیں آگاہ کیا جاتا ہے تو وہ اپنی غلطی کو صحیح ٹھہرانے کیلئے دلائل اور بہانے ڈھونڈنے لگتے ہیں!

اتنا ہی نہیں ،بلکہ ہماری اکثریت تعصب کا شکار ہے ،اور دلائل کے بجائے شخصیت پرستی کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہماری دوستی اور دشمنی کا دائرہ بھی اسی حد تک محدود ہو کر رہ گیا ہے!.

اب ہو سکتا ہے کوئی یہ گمان کرے کہ میں رسول اللہ ﷺ، یا ائمۂ اہل بیت، یا صحابہ کرام یا ان کے علاوہ دیگر اولیاء وصالحین سے مدد طلب کرنے پر تنقید صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ میں ان عظیم ہستیوں سے نہ ہی محبت کرتا ہوں، اور نہ ہی ان کا احترام میرے دل میں ہے بلکہ میں گستاخ ہوں اور اسی وجہ سے میں یہ کہہ رہا ہوں!...

نہیں! ہر گز نہیں! ایسا خیال تک میرے دل میں نہیں آسکتا.

بلکہ میں تو ان پر حرف آنے کی صورت میں ان کے دفاع میں اپنی جان قربان کرنے کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں، اور ان سے محبت کو اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھتا ہوں.

اور مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں اللہ،اس کے رسول ﷺ،آل بیت،اور صحابہ کرام کی محبت جاگزیں ہے وہ یہ جانتا ہے کہ ان سے محبت کا مطلب ان کی عبادت نہیں ہے.

ایک مسلمان جب کسی عیسائی کو دیکھتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام یا مریم عذراء علیہا السلام سے مدد طلب کررہاہے یاان سے دعا مانگ رہاہے یاان کے سامنے گڑگڑارہاہے تووہ اس پر نکیر کرتاہے،لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیسائی کے اس فعل پر نکیر کرنے والا یہ مسلمان عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہاالسلام سے نفرت کرتاہے،اور اسی وجہ سے وہ اس پر نکیر کررہاہے،بعینہ یہی صورت اس کے ساتھ بھی ہے جوانبیائے کرام،ائمہ اہل بیت اور صحابہ سے مدد طلب کرنے پر نکیر کرتاہے،یعنی اس عقیدے پر نکیر کرنے والا انبیاء،ائمہ اہل بیت اور صحابہ سے نفرت کرنے والا نہیں بلکہ حقیقت سے آگاہ کرنے والا ہے.

یہاں ایک واقعہ مجھے یاد آرہاہے لیکن اس کا تعلق استغاثہ سے نہیں،بلکہ توکل سے ہے.

میری والدہ کی ایک سہیلی تھیں،جب وہ سواری پر سوار ہوئیں تو کہا:(تَوَكَّلْتُ عَلَيَ اللهِ وَمُحَمَّدٍ!)یعنی میں نے اللہ اور محمد ﷺ پر توکل اور بھروسہ کیا،میں نے ان سے کہا:میری ماں!صرف(تَوَكَّلْتُ عَلَيَ اللهِ) کہیں(یعنی میں نے اکیلے اللہ پر توکل اور بھروسہ کیا)،کیونکہ ہمارے نبی اور حبیب محمد ﷺ تو مخلوق ہیں،آپ پر توکل نہیں کیا جاسکتاہے بلکہ توکل تو صرف اللہ کی ذات پر کیاجائے گا.

تب انھوں نے کہا: (تَوَكَّلْتُ عَلَيَ اللهِ ثُمَّ مُحَمَّدٍ!)(یعنی میں نے اللہ پر پھر محمد ﷺ پر توکل کیا!).

میں ان کے اس جواب پر مسکرایا اور سوال کیا: کیا (تَوَكَّلْتُ عَلَيَ اللهِ والمَسِيْحِ) یا(تَوَكَّلْتُ عَلَيَ اللهِ ثُمَّ المَسِيْحِ) کہنا درست ہے؟(یعنی میں نے اللہ پر اور عیسیٰ علیہ السلام پر، یا اللہ پر پھر عیسیٰ علیہ السلام پر توکل کیا).

توانھوں نے جواب دیا: نہیں!

میں نے ان سے پوچھا: آخر ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

ان سے جواب نہ بن پڑا اور وہ کچھ پریشان ہو گئیں.

تب میں نے ان سے سوال کیا: کیا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، وہ تو نبی ہیں، لیکن ان کے نام کے ساتھ ایسا نہیں کہا جا سکتا!

میں نے جواب دیا: میری ماں! جس طرح محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے نبی ہیں، اور اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کے متعلق فرمایا ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۞ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ [45](ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے، اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں اور ایمانداروں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھیں جبکہ اسی نے ہمیں ہماری راہیں سمجھائی ہیں، جو ایذائیں تم ہمیں دو گے ہم ان پر صبر ہی کریں گے اور توکل کرنے والوں کو یہی لائق ہے کہ اللہ ہی پر توکل کریں).

اور اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا:

﴿وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ [46](میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے).

کیا یہ آیات اس بات کیلئے کافی نہیں کہ صرف اللہ ہی پر توکل کیا جائے ؟

اور کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ انبیاء کرام نفع ونقصان کے مالک نہیں ہوتے ؟ کیا خود انبیاء کرام نے اپنی ذات سے اس کی نفی نہیں کی ؟ کیا انبیاء کرام نے مؤمنوں کو اس بات کی تعلیم نہیں دی کہ وہ صرف اللہ ہی پر توکل کریں ؟!.

---

[45] سورۃ ابراہیم آیت/11-12.

[46] سورۃ یوسف آیت/67.

الحمد للہ ان کلمات نے ان کے دل پر مرہم کا کام کیا، اور انھوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا، اس کے بعد دوبارہ انھوں نے کبھی غیر اللہ سے نہ دعا مانگی، نہ مدد طلب کی، اور نہ ان پر توکل کیا.

وہ لوگ جو انبیاء کرام، ائمہ اہل بیت یا دیگر اولیاء و صالحین سے دعا مانگتے ہیں یا ان سے مدد طلب کرتے ہیں، وہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر یا تو تسلی دیتے ہیں یا دھوکا کہ مخلوق سے استغاثہ کرنا، یعنی مدد طلب کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نبی یا نیک شخص کا وسیلہ لینا ہے!

ذرا حقیقت بیانی سے کام لیتے ہوئے بتلائیں کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں: (أَدْرِكْنِيْ يَا مُحمدُ)، یا (أَدْرِكْنِيْ يَا عَلِيُ)، یا (أَدْرِكْنِيْ يَا مَهدِي)، یا (أَدْرِكْنِيْ يَا جِيْلَانِي)، یا(أَدْرِكْنِيْ يَا عَباسُ)، (یعنی اے محمد ﷺ مجھے تھام لیں، یا اے علی علیہ السلام مجھے تھام لیں، یا اے مہدی مجھے سہارا دیں، یا اے جیلانی میری دستگیری فرمائیں، یا اے عباس میرا ہاتھ تھام لیں)کیا ان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کلمات کو ادا کرتے ہوئے بھی وہ اللہ ہی کو مراد لیتے ہوں گے!؟ اور ان کی توجہ اللہ ہی کی جانب ہو گی؟ یا ان کے متعلق یہ گمان کیا جائے گا کہ ان کی امید اور توجہ کا مرکز وہ شخصیات ہیں جن کا وہ نام لے رہے ہیں؟! کیونکہ اللہ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے ہیں: ﴿مَّا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ [47](کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں رکھے).

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وسیلے کے کلمات اور ان کلمات میں بہت فرق ہے.

---

[47] سورۃ الاحزاب آیت/4.

مثال کے طور پر (اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدﷺ)،یا (اللَّهُمَّ اكْشِفْ عَنِّيْ كَرْبِيْ بِجَاهِ نَبِيِّكَ)،یا (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ بِحَقِّ مُحمدٍّ وآلِ مُحمدٍّ)یہ وسیلے کے کلمات ہیں.[48]اور ان تمام کلمات میں خطاب بلاواسطہ اللہ سے ہے،البتہ دعا کے اختتام پر نبیﷺ یا صالحین کے مقام ومرتبے کارب کی بارگاہ میں وسیلہ لیا گیاہے،ان کا معنی یہ ہے(اے اللہ میں تجھ سے محمدﷺ کے مقام کے وسیلے سے سوال کرتاہوں،اے اللہ تو تیرے نبی کے وسیلے کے ذریعے میری مصیبت دور کردے،اے اللہ تو محمدﷺ اور آل محمدﷺ کے صدقہ وطفیل میں میری بخشش فرمادے).

لیکن اس کے بالمقابل یہ کلمات: (أَدْرِكْنِي يا عَلِيُّ)،یا (الغَوْثَ يا رَسُولَ اللهِ ﷺ)،یا(اِكْشِفْ عَنِّيْ كَرْبِيْ يا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ)،یا(اِشْفِنِيْ يا كَاظِمُ)وغیرہ ان تمام کلمات میں بلاواسطہ مخلوق سے ان امور میں مدد طلب کی جارہی ہے جس پر اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا قادر نہیں،ان کلمات کے معانی یہ ہیں:(اے علی مجھے تھام لیں، اے رسول اللہﷺ میری مدد فرمائیں، اے رسول اللہﷺ مجھے مصیبت سے چھٹکارادلائیں،اے کاظمؑ مجھے شفاءعطافرمائیں).

---

(48) کسی کی ذات کا وسیلہ لینا مثال کے طور پر یہ کہنا:(اے اللہ میں تیری بارگاہ میں محمدﷺ کا وسیلہ لیتاہوں)،یا کسی کے جاہ اور مقام کا وسیلہ لینا،جیسے یہ کہنا:(اے اللہ میں تیری بارگاہ میں محمدﷺ کے جاہ اور مقام ومرتبے کا وسیلہ لیتاہوں)اس قسم کے وسیلے کے الفاظ میں قدیم زمانے سے علماء میں اختلاف پایاجاتاہے،اس سے منع کرنے والوں نے اس قسم کے وسیلے کو بدعت قرار دیاہے، مگر کسی نے اسے شرک قرار نہیں دیا،البتہ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ عبادات توقیفی ہوتی ہیں،یعنی ایک مسلمان کو اسی طرح عبادت کرناچاہیے جس طرح کتاب اللہ اور صحیح سنت رسول اللہﷺ سے ثابت ہے.

اسی لئے ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم معلوم کریں کہ ان کلمات کااستعمال کتاب وسنت اور ائمۂ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں کہاں تک درست ہے، کیونکہ یہی ہماری دنیاوآخرت کی کامیابی کاراز ہے.

بندے اور رب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں

اللہ کی کتاب پر جب کوئی غور کرتا ہے تو یہ دیکھتا ہے کہ اس قرآن میں ایسی کئی آیات ہیں جن میں لوگوں کی جانب سے کئے گئے سوالات کے من جانب اللہ جوابات دیئے گئے ہیں.

مثال کے طور پر جب لوگوں نے چاند کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے فرمایا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[49] (لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لئے ہے اور گھروں کے پیچھے سے تمہارا آنا، (احرام کی حالت میں) کچھ نیکی نہیں، بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو، اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ).

اور جب انھوں نے انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق سوال کیا تو رب نے جواب دیا: ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾[50] (آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور

---

[49] سورۃ البقرہ آیت/189.

[50] سورۃ البقرہ آیت/215.

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے).

اور جب انھوں نے حرمت والے مہینوں میں قتال کے متعلق دریافت کیا تو اللہ کی جانب سے یہ جواب آیا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ [51] (لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان میں لڑائی کرنا سخت گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا، اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں، اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے دنیوی اور اخروی سب اعمال غارت ہو جائیں گے، یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے).

اور جب انھوں نے جوئے اور شراب کی بابت سوال کیا تو رب کی جانب سے یہ جواب آیا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا

---

[51] سورۃ البقرہ آیت/217.

أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴾ (52)(لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے، آپ سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، تو آپ کہہ دیجئے جو چیز تمہاری حاجت سے زیادہ ہو. اللہ تعالیٰ اسطرح سے اپنے احکام صاف صاف تمہارے لئے بیان فرمارہا ہے تاکہ تم سوچ سمجھ سکو).

اور جب لوگوں نے قیامت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے جواب دیا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (53)(یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا، آپ فرمادیجئے اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے ،اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہ کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا سخت وقت ہوگا، وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی، وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے).

---

(52) سورۃ البقرہ آیت/219.

(53) سورۃ الاعراف آیت/187.

لیکن جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اللہ سے کیسے دعا کریں، تو اس سوال کا جواب اللہ کی جانب سے کلمۂ (قُلْ) کے بغیر آیا، (جس کا معنی ہے آپ کہہ دیجئے) تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے، اور جب بھی بندے اپنے رب کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو سنتا ہے اور ان کی دعا کو قبول بھی کرتا ہے.

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾[54] (جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو- آپ کہہ دیں کہ - میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے).

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اعْلَمْ أَنَّ الَّذِي بِيَدِه خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ والأَرْضِ، قَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ، وتَكَفَّلَ لَكَ بِالإِجَابَةِ وأَمَرَكَ أَنْ تَسْأَلَه لِيُعْطِيَكَ، وتَسْتَرْحِمَه لِيَرْحَمَكَ، ولَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وبَيْنَه مَنْ يَحْجُبُكَ عَنْه، ولَمْ يُلْجِئْكَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ إِلَيْه.

---

(54) سورۃ البقرہ آیت/186.

(اے بیٹے، یاد رکھو کہ جس ذات کے ہاتھ میں آسمان وزمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور دعا قبول کرنے کا اس نے وعدہ بھی کیا ہے، اس نے یہ کہا ہے کہ تم اسی سے مانگو وہ تمہیں عطا کرے گا، تم اسی سے رحمت طلب کرو وہ تم پر رحم کرے گا، اس نے تمہارے اور اپنے درمیان کوئی واسطہ اور حجاب (پردہ) نہیں رکھا ہے، اور نہ ہی تمہیں اس تک رسائی کیلئے کسی کی سفارش کی ضرورت ہے)[55].

سید محمد حسین فضل اللہ اپنی تفسیر (من وحی القرآن) میں لکھتے ہیں: (رب سے خطاب کرنے اور اس سے سوال کرنے میں بندے اور رب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، اسی وجہ سے جب بندہ رب سے خطاب کرتا ہے یا اس سے سوال کرتا ہے تو اسے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہوتی، بندہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں)، بندے کو رب سے خطاب کرنے اور سوال کرنے میں کسی بشر یا غیر بشر کے واسطے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ رب اپنے بندوں سے دور نہیں، اور نہ ہی اس نے دوریاں رکھی ہیں... مگر بندہ ہی ہے جو اپنے اور رب کے درمیان دوریاں پیدا کرلیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ رب کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، اور اس کی دعا بھی رب کی بارگاہ میں پہونچنے سے رک جاتی ہیں... اللہ اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس سے بلاواسطہ سوال کریں، وہ ان کی دعا کو قبول کرے گا، اس کے علاوہ اللہ نے تو بندے سے اپنا قرب بھی بیان کردیا کہ وہ ان کے اتنا قریب ہوتا ہے کہ وہ ان

---

[55] نہج البلاغہ: (47/3)، وصیت نمبر (31).

کے تمام کلام کو سنتا ہے چاہے کانا پوسی ہی کیوں نہ کریں، رب وہ بھی جانتا ہے، یہاں تک کہ وہ دل کے وسوسوں سے بھی باخبر ہے، اور اسی معنی میں رب کا یہ فرمان ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ [56] (جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو - آپ کہہ دیں کہ - میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے)

اور رب کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ [57] (ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے بھی ہم واقف ہیں، اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں) [58].

---

[56] سورۃ البقرہ آیت/186.

[57] سورۃ ق آیت/16.

[58] تفسیر من وحی القرآن: (25/65-66).

اے مؤمنو، کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ!

اللہ رب العالمین قرآن مجید میں سابقہ امتوں کے واقعات محض قصہ گوئی یا وقت گزاری کیلئے نہیں بیان کرتا ہے بلکہ نصیحت اور عبرت کی خاطر بیان کرتا ہے، تاکہ ہم ان قوموں کی روش سے بچیں جو تباہ و برباد کر دی گئیں، ورنہ کوئی بعید نہیں کہ ہمارا بھی وہی حشر ہو جو ان قوموں کا ہوا.

اللہ رب العالمین نے اہل ایمان کی نصیحت کیلئے ان مشرکین کے واقعات بھی بیان کئے ہیں جن کی جانب محمد ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا تھا، تاکہ وہ شرک کی گندگی سے باہر آئیں اور اپنی زندگی کے باقی لمحات نور ایمان میں بسر کریں.

اللہ رب العالمین ان کے متعلق کہتا ہے کہ وہ یہ مانتے تھے کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہے، زندگی اور موت دینے والا بھی اللہ ہے، اور وہی اس کائنات کا نظام بھی چلانے والا ہے.

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ﴾[59] (اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا کہ انہیں غالب و دانا (اللہ) ہی نے پیدا کیا ہے).

---

[59] سورۃ الزخرف آیت/9.

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۞ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۞ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۞ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۞ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۞ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ﴾ (60)

(ان سے کہو، بتاؤ اگر تم جانتے ہو، کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟، یہ ضرور کہیں گے: اللہ کی، کہو: پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟، ان سے پوچھو، ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟، یہ ضرور کہیں گے: اللہ، کہو: پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟، اِن سے کہو، بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟، یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لیے ہے، کہو: پھر کہاں سے تم کو دھوکا لگتا ہے؟).

نیز اللہ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۞ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۞ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (61) (اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ، پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ

(60) سورۃ المؤمنون آیت/84-89.

(61) سورۃ العنکبوت آیت/61-63.

اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے، اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا اللہ تعالیٰ نے. آپ کہہ دیجئے کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے، بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں).

اور ان کے متعلق اللہ نے یہ بھی فرمایا: ﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴾ [62] (آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ 'اللہ'، تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟).

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اللہ کو خالق و مالک اور رازق بھی مانتے تھے تو انھیں مشرک کیوں کہا گیا؟!.

اس کا جواب بس اتنا ہی ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کو خالق و مالک تو مانتے تھے، اور اسی کو دنیا کا نظام چلانے والا بھی تسلیم کرتے تھے مگر بعض عبادات میں وہ غیر اللہ کو شریک کر لیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا

---

[62] سورۃ یونس آیت/31.

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ﴾[63](اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں).

وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ رب العالمین کی ذات بہت پاک اور بلند ہے، اور ہم تو گنہگار بندے ہیں، اور ہم گنہگاروں کی رسائی اس بلند اور پاک رب تک اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ کوئی ہمارے حق میں اس کی بارگاہ میں سفارش نہ کرے یا جب تک کہ ہم کسی کو اس کی بارگاہ میں اپنا واسطہ نہ بنالیں، اسی لئے انھوں نے اپنے اور رب کے درمیان بعض واسطے بنالئے، اور انھیں سے دعائیں مانگنے لگے، مدد طلب کرنے لگے، اور ان کیلئے نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانے لگے.

اگر یہ ممکن ہوتا کہ تم ان مشرکینِ مکہ سے سوال کر سکتے اور تم ان سے یہ پوچھتے: کیا تم یہ ایمان رکھتے ہو کہ یہ بت تمہارے حقیقی معبود ہیں؟ یا یہ سمجھتے ہو کہ یہ صرف اور صرف تمہارے اور رب کے درمیان واسطہ ہیں؟ اور یہ بھی اللہ کے حکم کے تابع ہیں؟!.

تو ضرور ان کا یہی جواب ہوتا: ہمارے یہ معبود بھی رب العالمین کے ماتحت ہیں، ہم تو ان سے صرف اس لئے دعا مانگتے یا مدد طلب کرتے ہیں، یا ان کیلئے نذرانے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں رب کے قریب کر سکیں!.

---

[63] سورۃ یونس آیت/18.

اللہ رب العالمین نے ان کے اس قول کو اس طرح پیش کیا ہے: ﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾[64] (خبر دار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو یہ اللہ کا مقرب بنا دیں).

ابن ابی الحدید (شرح نہج البلاغہ) میں مشرکین مکہ کے متعلق کہتے ہیں: (ان کے پاس بتوں کی عبادت کی مختلف شکلیں تھیں، ان میں سے بعض مشرکین بتوں کو اللہ کا شریک مانتے تھے، اور ان کیلئے لفظ (شریک) استعمال کرتے تھے، جیسا کہ وہ تلبیہ میں کہا کرتے تھے:

(لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ)

(یعنی اے پروردگار میں حاضر ہوں، پروردگار تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے ایک شریک کے، لیکن وہ بھی تیرے ہی ماتحت ہے، تو ہی اس کا مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں)، اور ان میں سے بعض ان کیلئے لفظ شریک کا استعمال نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ انھیں اللہ تک رسائی کا ذریعہ اور واسطہ مانتے تھے، اور انھیں کا یہ قول ہے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا

[64] سورۃ الزمر آیت/3.

لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ (ہم ان کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ ہم کو یہ اللہ کا مقرب بنا دیں)[65].

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں ان مشرکین کے متعلق یہ تک بتلایا کہ جب وہ مصیبت میں پھنس جاتے تو اللہ رب العالمین ہی کو خلوص دل کے ساتھ پکارتے، اور صرف اسی سے مدد طلب کرتے، لیکن جوں ہی وہ اس مصیبت سے چھٹکارا پالیتے تو پھر اپنی پرانی روش ہی پر لوٹ آتے، اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے، اور وہ یہ ایمان رکھتے تھے کہ اللہ ہی نفع دینے والا اور نقصان دور کرنے والا ہے!.

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا﴾ [66](اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل بھول جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے).

نیز فرمان الہی ہے: ﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا﴾ [67](اور سمندروں میں مصیبت پہنچتے

---

[65] شرح نہج البلاغہ: (119/1)، نتائج الافکار گلپایگانی: (ص/14).

[66] سورۃ الزمر آیت/8.

[67] سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) آیت/67.

ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے، پھر جب تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو، اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے).

نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۞ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ﴾ [68] (ان سے کہو، ذرا غور کر کے بتاؤ، اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی ہے یا آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو، اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو).

نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ [69] (اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے، اُس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اس سے دُعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے).

---

[68] سورۃ الانعام آیت/40-41.

[69] سورۃ یونس آیت/22.

نیز فرمان باری ہے: ﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾[70] (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں).

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ﴾[71] (اور جب سمندر پر موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ (نہایت) خلوص کے ساتھ اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ (باری تعالیٰ) انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو کچھ ان میں سے اعتدال پر رہتے ہیں).

نیز فرمایا: ﴿قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾[72] (اے محمد ﷺ! ان سے پوچھیں، صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے؟ کون ہے جس سے تم (مصیبت کے وقت) گڑگڑا، گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟ کس سے کہتے ہو کہ اگر اس بلا سے تو نے ہم کو بچالیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے؟).

---

[70] سورۃ العنکبوت آیت/65.

[71] سورۃ لقمان آیت/32.

[72] سورۃ الانعام آیت/63.

نیز ارشاد باری ہے: ﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ﴾[73] (اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی، بیٹھے بھی، کھڑے بھی. پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لئے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہیں تھا).

اور اللہ رب العالمین نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ﴿وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ﴾[74] (لوگوں کو جب کبھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کیطرف (پوری طرح) رجوع ہو کر دعائیں کرتے ہیں، پھر جب وہ اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے).

کلمہ توحید (لاالہ الااللہ) کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ کے خالق و مالک اور رازق ہونے کی گواہی دے دی جائے، کیونکہ اس پر تو دشمنانِ اسلام بھی یقین رکھتے ہیں!

بلکہ (لاالہ الااللہ) کے کئی تقاضے ہیں جو رسولوں کی تعلیمات میں موجود ہیں، لیکن انسان کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے محدود مادی تصورات کی بناء ان تعلیمات کو

---

[73] سورۃ یونس آیت/12.

[74] سورۃ الروم آیت/33.

بدلتا رہا ہے، اور اسی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اس نے اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطے کی شکل میں دیواریں کھڑی کر لی ہیں!.

قوم نوح کا واقعہ ہمارے سامنے ایک نمونہ ہے کہ کس طرح ایک اولیاء اللہ کی جماعت کو رفتہ رفتہ معبود کا درجہ دے دیا جاتا ہے. قوم نوح کے بزرگان دین: (وَد)، (سُوَاع)، (یَغُوث)، (یَعوق) اور (نَسر) کا حال امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی سنیں.

ابن بابویہ قمی اپنی کتاب (علل الشرائع) میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد باری تعالی: ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾[75] (اور کہا انہوں نے کہ ہر گز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑنا)، کے متعلق ارشاد فرمایا:

(یہ نیک لوگ تھے جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو لوگ بہت پریشان ہوئے، اس وقت ان کے پاس ملعون ابلیس آیا اور کہا کہ میں تمہاری خاطر ان کی صورت کا مجسمہ بنا دیتا ہوں تاکہ تم انھیں دیکھ کر مانوس ہو سکو، اور رب کی عبادت کر سکو، لہذا اس ابلس نے ان کیلئے ان کا مجسمہ بنا دیا، لوگ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان بتوں (مجسموں) کی جانب دیکھ لیا کرتے تھے، اور جب سردی کا زمانہ آیا تو انھوں نے ان مجسموں کو اپنے گھروں میں داخل کر لیا، مگر وہ برابر اللہ ہی کی عبادت کرتے رہے،

---

[75] سورۃ نوح آیت/23.

یہاں تک کہ یہ پوری نسل گزر گئی اور اس کے بعد جب ان کی اولاد آئی تو انھوں نے کہا: ہمارے باپ دادا انھیں کی عبادت کیا کرتے تھے، اور یہ کہہ کر انھوں نے اللہ کے علاوہ ان مجسموں کی عبادت شروع کر دی، اسی بات کو اللہ نے یوں بتلایا ہے: ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ [76].

(لاالہ الااللہ) کا صرف زبانی اقرار تو بہت آسان ہے، لیکن اس کلمے کا آخر کیا معنی ہے؟ اور اس کے کیا تقاضے ہیں؟ یہ عام طور پر ہماری ذہنوں سے اوجھل ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے صرف اس کلمہ کے زبانی اقرار کا ہم سے مطالبہ نہیں کیا، بلکہ یہ کہا: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [77] (ترجمہ: خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے) جس کا مقصد یہ ہے کہ (لاالہ الااللہ) کے جو تقاضے ہیں ہم ان کا ظاہراً و باطناً اقرار کریں اور ان پر عمل کریں.

(لاالہ الااللہ) کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اللہ کے علاوہ کوئی رازق نہیں، اللہ کے علاوہ کوئی دنیا کا نظام چلانے والا نہیں.

لہذا ہم اللہ ہی سے ڈریں، اسی پر توکل کریں، اسی سے امیدیں وابستہ رکھیں، اور اسی کا خوف اپنے دل میں رکھیں....

اسی سے پناہ طلب کریں، اسی کی بارگاہ میں گڑگڑائیں....

---

[76] علل الشرائع لابن بابویہ قمی (الصدوق): (3/1)- باب: العلة التی من اجلها عبدت الاصنام.

[77] سورۃ محمد آیت/19.

اسی سے دعائیں مانگیں، اسی سے مدد طلب کریں اور اللہ کی ذات کے علاوہ چاہے کسی کی ذات ہو خواہ وہ نبی ہوں یا ولی، ان کے آگے اپنا دست سوال دراز نہ کریں!....

اللہ نے اپنے رسولوں کو اس لئے نہیں بھیجا کہ ان سے مدد طلب کی جائے بلکہ اس لئے بھیجا کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾[78] (ہم نے ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی فرمانبرداری کی جائے).

اللہ نے اپنا پیغام بندوں تک پہونچانے کیلئے انبیاء کو واسطہ بنایا ہے، نہ کہ بندوں کا پیغام رب تک پہونچانے کیلئے انھیں واسطہ بنایا گیا!

وہ اللہ کا پیغام ہم تک پہونچانے والے ہیں، ہماری مرادیں اس تک پہونچانے والے نہیں، کیونکہ یہ ان انبیاء کرام کی ذمہ داری نہیں ہے!.

---

[78] سورۃ النساء آیت/64.

بس نام مختلف ہیں!

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾[79] (تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو ان سے دعائیں مانگ دیکھو، یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں).

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدیم زمانے سے مشرکین نے چاہے وہ عرب ہوں یا عجم، صرف مجسموں اور بتوں ہی کو اپنے اور رب کے درمیان واسطہ بنانے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ بعض مشرکین نے انسانوں کو بھی واسطہ بنایا ہے، مثلاً عیسائیوں نے مریم علیہا السلام کو اپنے اور رب کے درمیان واسطہ بنایا، لیکن رفتہ رفتہ وہ انھیں کی عبادت کرنے لگے، انھیں سے دعائیں مانگنے لگے اور انھیں سے مدد طلب کرنے لگے، حالانکہ وہ یہ جانتے ہیں اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ مریم علیہا السلام معبود نہیں ہیں.

بس نام اور شخصیت کا فرق ہے، لیکن عبادت کی صورت ایک ہے!.

اگر قرآن وسنت کی روشنی میں ان لوگوں پر نکیر کی جاتی ہے جنہوں نے اپنے اور اللہ کے درمیان کسی اور کو واسطہ بنالیا ہے، جن پر وہ اللہ کے علاوہ توکل کرتے ہیں، یا ان سے مدد مانگتے ہیں، یا ان کیلئے نذر ونیاز پیش کرتے ہیں یا ان کیلئے جانور قربان کرتے ہیں، تو وہ یہ جواب دیتے ہیں: (کیا تم نبی، امام اور ولی کو بت سے تشبیہ دے رہے ہو؟).

---

[79] سورۃ الاعراف آیت/194.

بھلا کوئی مسلمان کیسے کسی نبی ، امام یا نیک شخص کو بت سے تشبیہ دے سکتا ہے، جبکہ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ عظیم ہستیاں ہر گز اس بات کو پسند نہیں کرتی تھیں کہ اللہ کے علاوہ ان کی عبادت بھی کی جائے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۞ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾[80] (کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ، کیونکہ تم کتاب پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو، اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟).

کوئی مسلمان ان بزرگ شخصیات کو بتوں اور مجسموں سے تشبیہ نہیں دیتا ہے بلکہ لوگوں کے افعال کو ان مشرکین کے افعال سے تشبیہ دیتا ہے جو بتوں کو اس غرض سے پوجتے یا ان سے دعا مانگتے یا ان کیلئے نذر و نیاز پیش کیا کرتے تھے کہ یہ بت انھیں اللہ سے قریب کر دیں گے، یہی حال ان مسلمانوں کا بھی ہے کہ یہ بھی اپنا رخ انبیاء، ائمہ اور صالحین کی جانب کرتے ہیں، ان سے دعا مانگتے ہیں، ان سے مدد طلب کرتے ہیں، اور ان کیلئے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں تاکہ یہ بھی انھیں اللہ کے قریب کر دیں!.

---

[80] سورۃ آل عمران آیت/79-80.

جو شخص مریم علیہاالسلام سے مدد طلب کرتے ہوئے یہ کہتا ہے: (یَا عَذْرَاءُ. . . إقْضِیْ لِیْ حَاجَتِیْ)، (یعنی اے مریم عذراء میری حاجت پوری کردیں)،اور جو شخص فاطمہ علیہا السلام سے مدد طلب کرتےہوئے یہ کہتا ہے:(یَازَهْرَاءُ... إقْضِیْ لِیْ حَاجَتِیْ)، (یعنی اے فاطمہ زہراء علیہا السلام میری حاجت پوری کردیں)،ان دونوں میں آخر کیا فرق ہے؟!﴿تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ [81] (ان لوگوں کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں جو لوگ صاحب یقین ہیں ان کے لئے ہم نے نشانیاں بیان کردیں ہیں).

[81] سورۃالبقرہ آیت/118.

محبانِ اہل بیت، ذرا اہل بیت سے جائز وسیلہ سیکھیں!

اللہ رب العالمین نے مومنین کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ تقوی وپرہیزگاری اور اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے اس کا تقرب حاصل کریں، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾[82](مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو).

طوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (اللہ تعالی نے اس آیت میں مؤمنین سے خطاب کیا ہے، اور انھیں تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، جس کا معنی ہے کہ مؤمن اللہ کی نافرمانی سے بچیں، اور اس کی جانب وسیلہ تلاش کریں، اور وسیلہ کا معنی تقرب ہے (یعنی وہ احکام بجالائیں جو انھیں اللہ سے قریب کردیں)[83].

تفسیر شبر میں ہے: (اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے تم اس کا تقرب حاصل کرو)[84].

---

[82] سورۃ المائدہ آیت/35.

[83] التبیان:(509/3).

[84] تفسیر شبر:(112/1).

تفسیر (الجوھر الثمین) میں اس کی تفسیر یہ کی گئی ہے: (اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے تم اس کا تقرب حاصل کرو، اور اس کی جانب سے ثواب، رضامندی اور جنت کے مستحق ٹھہرو)[85].

فخر الدین طریحی (تفسیر غریب القرآن) میں لکھتے ہیں کہ آیت: ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ میں وسیلہ سے مراد تقرب الٰہی ہے)[86].

ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے وسیلہ لینے کا ادب سکھلایا ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ ایک مؤمن نیک اعمال کو تقرب الٰہی کیلئے وسیلہ بنائے، اور اہل بیت علیہم السلام کی ذات گرامی کو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان واسطہ اور وسیلہ نہ بنائے.

امام علی بن ابی طالب نے وسیلہ لینے اور دعا کرنے کا طریقہ سکھلاتے ہوئے کہا:

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِه الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى الله سُبْحَانَه وتَعَالَى الإِيمَانُ بِه وبِرَسُولِه والْجِهَادُ فِي سَبِيلِه، فَإِنَّه ذِرْوَةُ الإِسْلَامِ، وكَلِمَةُ الإِخْلَاصِ، فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ، وإِقَامُ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا الْمِلَّةُ، وإِيتَاءُ الزَّكَاةِ فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ وَاجِبَةٌ، وصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّه جُنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ، وحَجُّ الْبَيْتِ واعْتِمَارُه، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ ويَرْحَضَانِ الذَّنْبَ، وصِلَةُ الرَّحِمِ، فَإِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ

---

[85] تفسیر الجوھر الثمین: (170/2).

[86] تفسیر غریب القرآن: (ص/484).

ومَنْسَأَةٌ فِي الأَجَلِ، وصَدَقَةُ السِّرِّ فَإِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ، وصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَإِنَّهَا تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ، وصَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ فَإِنَّهَا تَقِي مَصَارِعَ الْهَوَانِ.

(اللہ کی بارگاہ میں سب سے بہتر وسیلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد ہے، اور کلمۂ اخلاص ہے جو کہ فطرت ہے، اور نماز کی پابندی ہے جو کہ ملت ہے، اور زکاۃ کی ادائیگی ہے جو کہ اسلام کا ایک رکن ہے، اور رمضان کے روزے ہیں جو جہنم اور عذاب سے ڈھال ہیں، اور حج اور عمرہ ہیں جو گناہوں کو صاف کر دیتے اور محتاجی کو دور کر دیتے ہیں، اور صلہ رحمی ہے جس کی بدولت مال اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اور پوشیدہ صدقہ ہے جس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور علانیہ صدقہ بھی ہے جس کی بدولت بری موت سے حفاظت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ عام بھلائی کے کام بھی ہیں)[87].

امام سجاد علیہ السلام نے اپنی دعا میں وسیلہ اور استغاثہ کی خالص تعبیر پیش کی ہے، آپ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے:

وَالحَمْدُ لله الَّذِي أُنَادِيه كُلَّمَا شِئْتُ لِحَاجَتِي، وَأَخْلُو بِهِ حَيْثُ شِئْتُ لِسِرِّي بِغَيْرِ شَفِيعٍ، فَيَقْضِي لِي حَاجَتِي. وَالحَمْدُ لله الَّذِي أَدْعُوهُ ولَا أَدْعُو غَيْرَهُ، وَلَوْ دَعَوْتُ غَيْرَهُ لَمْ يَسْتَجِبْ لِي دُعَائِي. وَالحَمْدُ لله الَّذِي أَرْجُوهُ وَلَا أَرْجُو غَيْرَهُ، وَلَوْ رَجَوْتُ غَيْرَهُ لَأَخْلَفَ رَجَائِي .

---

[87] نہج البلاغہ: (ص/163) –خطبہ نمبر(110)-(ومن خطبہ لہ علیہ السلام فی ارکان الدین)

(.... تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جسے میں جب چاہتا ہوں اپنی ضرورت میں پکارتا ہوں، اور جب میں چاہتا ہوں بغیر شفیع اسے اپنی بات سناتا ہوں، اور وہ میری ضرورت اور حاجت کو پورا کرتا ہے... تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس سے میں دعائیں مانگتا ہوں اور اس کے علاوہ میں کسی سے دعائیں نہیں مانگتا، اور اگر اس کے علاوہ میں کسی سے دعا مانگوں تو میری دعا قبول بھی نہ ہو گی، تمام تعریف اس اللہ کیلئے جس سے میں امیدیں وابستہ کرتا ہوں ،اور اس کے علاوہ کسی دوسرے سے میں امیدیں وابستہ نہیں کرتا، اور اگر میں اس کے علاوہ کسی دوسرے سے امیدیں وابستہ کروں تو میری امیدیں کبھی بَر نہیں آئیں گی)[88].

اور آپ مناجات مطیعین میں فرماتے ہیں: وَلَا وَسِيلَةَ لَنَا إِلَيْكَ إِلَّا أَنْتَ، (اے پروردگار تیری بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے ہمارے پاس تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں)[89].

اور آپ کہتے ہیں: أَنْتَ الْمَدْعُوُّ لِلمُهِمَّاتِ وَأَنْتَ الْمُفْزِعُ فِي الْمُلِمَّاتِ، (اے پروردگار، تجھی سے ہر کام میں مدد طلب کی جائے گی اور تو ہی مصیبت اور پریشانیوں میں پکارے جانے کا مستحق ہے)[90].

---

[88] الصحیفہ السجادیہ: (ص/214).

[89] الصحیفہ السجادیہ ص/411.

[90] الصحیفہ السجادیہ ص/67.

مزید یہ بھی کہتے ہیں: لَا يُشْرِكُكَ أَحَدٌ فِي رَجَائِي، وَلَا يَتَّفِقُ أَحَدٌ مَعَكَ فِي دُعَائِي، وَلَا يُنَظِّمُهُ وَإِيَّاكَ نِدَائِي، (میری امیدیں تیرے سواء کسی سے وابستہ نہیں، میری دعا میں تیرے ساتھ کوئی شریک نہیں، اور میری التجا میں تیرے ساتھ کوئی شامل نہیں).[91]

امام جعفر صادق عَلَيْهِ السَّلَامُ کہتے ہیں: (تعجب ہے اس پریشان حال شخص پر جو کہ اس آیت کو نہیں پڑھتا: ﴿لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾[92] (الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں قصوروار ہوں)، کیونکہ اس آیت کے فورا بعد اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾[93] (تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں).

اور تعجب ہے اس شخص پر جس کے خلاف مکر کیا جاتا ہے اور اسے دھوکہ دیا جاتا ہے آخر وہ کیوں اس آیت کو اپنے لئے حرزِ جان نہیں بناتا: ﴿وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾[94] (میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں یقیناً اللہ تعالی بندوں کا

---

[91] الصحیفہ السجادیہ ص/144.

[92] سورۃ الانبیاء آیت/87.

[93] سورۃ الانبیاء آیت/88.

[94] سورۃ المؤمن (الغافر) آیت/44.

نگران ہے)، کیونکہ اسی آیت کے فورا بعد اللہ فرماتا ہے: ﴿فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا﴾[95] (آخرکار اُن لوگوں نے جو بری سے بری چالیں اُس مومن کے خلاف چلیں، اللہ نے اُن سب سے اُس کو بچالیا)[96].

اور آپ علیہ السلام جب رب العالمین سے دعا مانگتے تو یہ کہا کرتے تھے:

يَا مَنْ لَا تَحْجُبُهُ سَمَاءٌ عَنْ سَمَاءٍ، وَلَا أَرْضٌ عَنْ أَرْضٍ، وَلَا جَنْبٌ عَنْ قَلْبٍ، وَلَا سِترٌ عَنْ كُنَّ، وَلَا جَبَلٌ عَمَّا فِي أَصْلِهِ، وَلَا بَحْرٌ عَمَّا فِي قَعَرِهِ. يَا مَنْ لَا تَشْتَبِهُ عَلَيْهِ الأَصْوَاتُ، وَلَا تَغْلِبُهُ كَثْرَةُ الحَاجَاتِ، وَلَا يُبْرِمَهُ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّيْنَ.

(اے وہ ذات جس کی بارگاہ میں پہاڑ سے پہاڑ رکاوٹ نہیں، زمین سے زمین رکاوٹ نہیں، دل سے ظاہری جسم رکاوٹ نہیں، اندرونی حالت سے ظاہری پردے رکاوٹ نہیں، زمین کی تہہ سے پہاڑ کی بلندی رکاوٹ نہیں، اور سمندر کی گہرائی سے سمندر کا پانی رکاوٹ نہیں، اے وہ ذات جس کی بارگاہ میں آوازیں مختلط نہیں ہوتیں، نہ ہی وہ کثرت حاجات سے عاجز آتا ہے اور نہ ہی مانگنے والوں کے مانگنے سے اکتاتا ہے)[97].

---

[95] سورۃ المؤمن (الغافر) آیت/45.

[96] الخصال: (ص/218).

[97] قرب الاسناد ص/6 – حدیث نمبر (18).

مذکورہ تمام امور تو صرف اللہ عزوجل ہی کو زیبا ہیں، کیونکہ اگر تمام مخلوق بھی ایک ساتھ اللہ کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے تو اللہ کی بارگاہ میں ان کی آوازیں مختلط نہیں ہوتیں، بلکہ وہ تمام کی سنتا ہے اور مانگنے والوں کے کثرت سے نہ تو وہ عاجز آتا ہے اور نہ ہی اکتاہٹ کا شکار ہوتا ہے.

کیا ائمہ سے دعا مانگنے والے اور ان سے مدد طلب کرنے والے ان میں اس قدرت کو پاتے ہیں؟!.

کیا امام علی اور امام رضا علیہما السلام اپنی زندگی میں مختلف ممالک میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ان کو پکارنے والوں کی آواز سنا کرتے تھے؟ اور اگر ان کو اپنی زندگی میں یہ قدرت حاصل نہیں تھی تو وصال کے بعد بھلا یہ قدرت کیسے حاصل ہو گئی؟!.

آل بیت تو اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے مگر آپ کیا کرتے ہیں؟!

ابن بابویہ قمی نے سلیمان بن مہران سے روایت کیا ہے وہ امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، اور وہ اپنے والد محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد علی بن حسین علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد حسین بن علی علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: (اللہ عزوجل کے ننانوے (99) نام ہیں، جو انھیں شمار کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا) پھر آپ نے کئی نام ذکر کئے جس میں ایک نام (الغیاث) بھی ذکر کیا)[98].

شیخ ابن فہد حلی اللہ رب العزت کے نام (الغیاث) کی شرح میں لکھتے ہیں (غیاث کا معنی مغیث ہے) یعنی مدد کرنے والا، مصدر ہی سے نام کثرت پر دلالت کیلئے رکھا گیا ہے، کیونکہ اللہ تعالی پریشان حال کی بہت زیادہ مدد کرتا ہے، اور مصیبت زدہ کی التجا سنتا اور اسے پورا کرتا ہے)[99].

تعجب ہے... آخر کیوں عاجز مخلوق اور محتاج بندے کو پکارا جاتا ہے اور خالق و مالک رب کو فراموش کر دیا جاتا ہے!.

---

[98] کتاب التوحید: (ص/194)، الخصال: (ص/593).

[99] عدۃ الداعی: (ص/307).

ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ ائمہ خود اپنے خالق کے محتاج ہیں، وہ بھی اپنے خالق ہی سے مدد کے طلب گار ہوتے ہیں، اور رات و دن اسی سے امیدیں وابستہ کئے رہتے ہیں، تو بھلا ایک بندہ کیوں دعا اور مدد کی خاطر ان ائمہ کا رخ کرے، اور اس رب کو بھول جائے جو ہر ایک کی دعاؤں کو سنتا ہے، اور ان کی حاجت پوری کرتا ہے؟!.

امام جعفر صادق نے ایک عمدہ مثال کے ذریعے اس عقیدے کو پیش کیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں، اور اس کے علاوہ کسی سے استغاثہ جائز نہیں، کیونکہ اللہ کے علاوہ تمام مخلوق جنھیں مدد کیلئے پکارا جاتا ہے اور جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ خود کمزور اور محتاج ہیں، اور وہ بھی احکام الٰہی کے پابند ہیں، اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کیلئے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں.

ابن بابویہ قمی نے ارشاد باری تعالی: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ کے متعلق امام حسن عسکری علیہ السلام کا یہ قول ذکر کیا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ ہی کی ذات ہے جس سے تمام مخلوق پریشانیوں میں مدد طلب کرتے ہیں، اور اسی کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے مایوس ہو کر پہونچتے ہیں، بندہ کہتا ہے "بسم اللہ" یعنی میں اپنے تمام امور میں اس اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں، وہی اکیلا مددگار ہے جو مدد طلب کرنے والے کی مدد کرتا ہے، اور اس سے التجا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے، اسی ذات کے متعلق جب کسی شخص نے امام صادق علیہ السلام سے یہ کہتے ہوئے دریافت کیا: اے خاندان نبوت کے چراغ، مجھے اللہ کے متعلق بتلایئے کہ وہ کیا چیز ہے، کیونکہ بہت سارے لوگوں نے مجھے حیران و پریشان کر رہا ہے؟ آپ نے اس

شخص سے سوال کیا: کیا تم کبھی کشتی میں سوار ہوئے ہو؟ کہا: ہاں، پوچھا: کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ تمہاری کشتی الٹ گئی اور تمہیں تیرنا بھی نہیں آتا تھا؟ کہا: ہاں، سوال کیا: اس وقت کیا تمہارے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ کوئی ہے جو تمہیں اس مصیبت سے نجات دے سکتا ہے؟ کہا: ہاں، اس وقت آپ علیہ السلام نے عرض کیا: یہی اللہ ہے، جو ہر مصیبت سے نجات دیتا ہے، جب کہ کوئی دوسرا نجات دینے والا نہیں، اور یہی اللہ ہے جو بندوں کی مدد کرتا ہے، جب کہ کوئی دوسرا مدد کرنے پر قادر نہیں[100].

ایک دوسری روایت میں ہے: (اللہ ہی ہے جس سے تمام مخلوق پریشانیوں میں مدد طلب کرتی ہے، اور اسی کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے مایوس ہو کر پہونچتی ہے، مخلوق میں اپنی بڑائی جتلانے والا اور تکبر کرنے والا چاہے وہ دنیا کی نظر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ شمار ہو، اس پر بھی کچھ حالات ایسے آجاتے ہیں جس پر وہ خود قادر نہیں ہوتا، اس وقت وہ بھی قادر مطلق اللہ رب العالمین کی جانب ہی بڑھتا ہے، لیکن اس متکبر کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب اللہ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے، کیا تم نے اللہ کے اس فرمان کو نہیں دیکھا، جس میں اللہ فرماتا ہے: ﴿قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۞ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِن شَاءَ وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ﴾ [101] (ان سے کہو، ذرا غور کر کے بتاؤ، اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی ہے یا آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو کیا اس

---

[100] کتاب التوحید: (ص/230).

[101] سورۃ الانعام آیت/40-41.

وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو، اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو).

اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں سے کہا: اے میری رحمت کے طلب گار بندو! تم پر ضروری ہے کہ تم اپنی ہر حاجت میں میری جانب متوجہ ہو جاؤ،اور میری بارگاہ میں عاجزی وانکساری اختیار کرو،اگر تم کسی کام کا ارادہ کرو یا کسی چیز کی امید لگائے رکھو تو میری بارگاہ میں آجاؤ، کیونکہ اگر میں تمہیں کچھ عطا کرنا چاہوں تو کوئی مجھے روک نہیں سکتا، اور اگر میں کسی چیز کو تم سے روک لوں تو کوئی تمہیں عطا نہیں کر سکتا، پس میں ہی سوال کئے جانے کا حقدار ہوں، لہذا جب تم کوئی چھوٹا یا بڑا کام شروع کرنا چاہو تو کہو: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ یعنی میں اس کام پر اس اللہ کی مدد طلب کرتا ہوں جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے،اور مدد طلب کرنے پر اکیلا مدد کرنے والا اور دعا مانگنے پر دعا قبول کرنے والا ہے)[102].

ذرا امام صادق اور امام عسکری علیہما السلام کے کلام پر غور کریں،اور دیکھیں کہ وہ شخص جو مصیبتوں میں مخلوق سے مدد کا طلب گار ہوتا ہے وہ ائمہ کی تعلیمات سے کتنا دور ہے!.

---

[102] التوحید لابن بابویہ قمی:(ص/231).

امام صادق علیہ السلام نے ایک سائل کے جواب میں واضح طور پر بیان کر دیا کہ پریشانی اور مصیبت سے نجات دینے والی ذات صرف اکیلے اللہ کی ذات ہے، کتنی عمدہ مثال پیش کرتے ہوئے انھوں نے سمجھانے کی کوشش کی: (... کیا تمہارے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ کوئی ہے جو تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے؟ کہا: ہاں، اس وقت آپ علیہ السلام نے عرض کیا: یہی اللہ ہے، جو ہر مصیبت سے نجات دیتا ہے، جب کہ کوئی دوسرا نجات دینے والا نہیں، اور یہی اللہ ہے جو بندوں کی مدد کرتا ہے، جب کہ کوئی دوسرا مدد کرنے پر قادر نہیں) آپ علیہ السلام نے اس شخص سے یہ نہیں کہا کہ اگر تمہیں کوئی مصیبت پہونچے تو تم فاطمہ زہراء علیہا السلام سے فریاد کر لو یا مجھ سے سوال کر لو میں تمہاری مدد کیلئے حاضر ہو جاوں گا.

امام صادق علیہ السلام نے اپنے اس مذکورہ بالا کلام میں یہ واضح کر دیا کہ جب دل کا تعلق رب سے نہ جوڑا جائے تو وہ شرک میں مبتلا ہو سکتا ہے، تو بھلا ان لوگوں کا کیا ہو گا جو ہر وقت مصیبت اور پریشانی میں کسی مخلوق سے آس لگائے رہتے ہیں؟ چاہے وہ مخلوق انبیاء کی ذات ہو، یا ائمہ کی یا دیگر صالحین کی؟.

اب چلیں، ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اس بارے میں موقف دیکھتے ہیں.

امام علی بن حسین (زین العابدین) علیہ السلام نہایت ادب واحترام اور عاجزی وانکساری کے ساتھ رب کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں :

مَولَايَ مَولَايَ أَنْتَ المَوْلَى وَأَنَا العَبْدُ، وَهَلْ يَرْحَمُ العَبْدَ إِلَّاالمَوْلَى؟! مَولَايَ مَولَايَ أَنْتَ العَزِيزُ وَأَنَا الذَّلِيلُ، وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيلَ إِلَّا العَزِيزُ؟! مَولَايَ مَولَايَ أَنْتَ الخَالِقُ وَأَنَا المَخْلُوقُ، وَهَلْ يَرْحَمُ المَخْلُوقَ إِلَّا الخَالِقُ؟! مَولَايَ مَولَايَ أَنْتَ المُعْطِي وَأَنَا السَّائِلُ، وَهَلْ يَرْحَمُ السَّائِلَ إِلَّا المُعْطِي؟! مَولَايَ مَولَايَ أَنْتَ المُغِيثُ وَأَنَا المُسْتَغِيْثُ، وَهَلْ يَرْحَمُ المُسْتَغِيْثُ إِلَّا المُغِيثُ؟!.

(اے میرے مولا اے میرے آقا، تو مولا ہے اور میں بندہ ہوں، کیا بندے پر مولا کے علاوہ کوئی رحم کرتا ہے؟! اے میرے مولا اے میرے آقا، تو عزیز ہے اور میں ذلیل ہوں، اور کیا ذلیل پر عزیز کے علاوہ بھی کوئی رحم کرتا ہے؟! اے میرے مولا اے میرے آقا، تو خالق ہے اور میں مخلوق ہوں، اور کیا مخلوق پر خالق کے علاوہ بھی کوئی مہربان ہوتا ہے؟! اے میرے مولا اے میرے آقا، تو عطا کرنے والا ہے اور میں طلب کرنے والا ہوں، اور کیا محتاج کو غنی کے علاوہ بھی کوئی عطا کرتا ہے؟! اے میرے مولا اے میرے آقا، تو مدد کرنے والا ہے، اور میں مدد طلب کرنے والا ہوں، اور کیا مددگار کے علاوہ بھی کوئی کسی کی مدد کرتا ہے؟!.[103]

اس دعا میں تو امام زین العابدین علیہ السلام نے کھلے الفاظ میں کہا کہ اکیلے اللہ کی ذات ہی مدد کرنے والی ذات ہے، لہذا صرف اسی سے مدد طلب کی جائے گی، بلکہ ائمہ بھی

---

[103] الصحیفہ السجادیہ (جمع الابطحی): (ص/386) –(دعاءہ علیہ السلام فی التذلل)

اللہ کی مدد کے طلب گار ہوتے ہیں، اسی کی رحمت اور فضل کے محتاج ہوتے ہیں، اور وہ اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں.

امام محمد باقر علیہ السلام اپنی دادی فاطمہ زہراء علیہا السلام کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: (فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساٹھ دن صحتمند رہیں، پھر بیمار ہو گئیں، اور یہ مرض شدید ہوتا گیا، اس وقت آپ علیہا السلام یہ دعا کیا کرتی تھیں:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ فَأَغِثْنِي اَللَّهُمَّ زَحْزِحْنِي عَنْ النَّارِ، وَأَدْخِلْنِي الجَنَّةَ، وَأَلْحِقْنِي بَابِي مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ)

(اے حی اور قیوم، میں تیری رحمت کی طلب گار ہوں تو میری مدد فرما، اے میرے رب تو مجھے جہنم سے بچا اور جنت میں داخلہ نصیب فرما، اور مجھے میرے والد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملادے). (104)

ذرا دیکھیں! تمام جہاں کی عورتوں کی سردار فاطمہ زہراء علیہا السلام کی جانب کہ وہ کس سے مدد طلب کر رہی ہیں؟.

اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر جو کہ اپنے والد سے بے انتہا محبت کیا کرتی تھیں، وہ اس محبت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب نہیں کرتی ہیں، بلکہ اپنے اور اپنے والد کے رب سے مدد طلب کرتی ہیں.

---

(104) بحار الانوار: (217/43).

ذرا ہوش کے ناخن لیں اور دیکھیں کہ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں جو اپنے رب کے آگے اپنی محتاجی کا اظہار کرتے ہوئے انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ رب کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اَللَّهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي، وَتَرَي مَكَانِي، وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي، وَلَا يَخْفَي عَلَيْكَ شِئٌ مِنْ أَمْرِي، وَأَنَا البَائِسُ الفَقِيرُ، المُسْتَغِيْثُ المُسْتَجِيْرُ، الوَجِلُ المُشْفِقُ، المُقِرُّ المُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ، أَسْئَلُكَ مَسْأَلَةَ المِسْكِينِ، وَاَبْتَهِلُ المُذْنِب الذَّلِيل، وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الخَائِفِ الضرير، دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ، وَفَاضَتْ لَكَ عَبرَتُهُ، وَذَلَّ لَكَ خيفته وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ، اَللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا، وَكُنْ لِي رَؤُوْفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ المَسْؤُولِينَ، وَيَا خَيْرَ المُعْطِينَ، وَالْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ .

(اے اللہ تو ہی میری بات سنتا ہے، تو ہی میرا حال جانتا ہے، اور تجھ سے میری کوئی چیز پوشیدہ نہیں، میں محتاج اور فقیر ہوں، لیکن تیری رحمت اور مدد کا طلب گار اور تیری پناہ کا خواستگار ہوں، پروردگار مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے، میں تجھ سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ یہ سوال کرتا ہوں کہ اے پروردگار تو میری دعا سے مجھے محروم نہ رکھ، اور مجھ پر تو رؤوف اور رحیم ہو جا، تو ہی سب سے بہتر سننے والا اور سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے، اور تمام تعریف تیرے لئے ہے)[105].

---

[105] بحار الانوار: (225/91).

آپ علیہ السلام اپنے متبعین کو (صلاۃِ حاجت) کا طریقہ سکھلاتے ہوئے کہتے ہیں:
(جب رات کا ایک تہائی گزر جائے تو اٹھو اور سورہ ملک اور سورہ سجدہ کی تلاوت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو، پھر اس دعا کو پڑھو:

يَا رَبُّ قَدْ نَامَتْ الْعُيُونُ وَغَارَتْ النُّجُومُ وَأَنْتَ الحَيُّ القَيُومُ لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ، لَنْ يُوَارِي عَنْكَ لَيْلٌ دَاجٍ وَلَا سَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ وَلَا أَرْضٌ ذَاتُ مِهَادٍ وَلَا بَحْرٌ لُجِّيٌّ وَلَا ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ، يَا صَرِيخَ الأَبْرَارِ وَغِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِيْنَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيثُ.

(یعنی اے رب ساری مخلوق سو چکی، اور ستارے ڈوب چکے، لیکن تیری ذات حی اور قیوم ہے، تجھے نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ، اے اللہ! نہ رات کی تاریکی، نہ برجوں والے آسمان، نہ زمین کے اونچے نیچے مقام، نہ سمندر کی طغیانی اور نہ گھٹاٹوپ تاریکیاں تجھ سے کسی چیز کو چھپاتی ہیں، اے نیکوکاروں کے مددگار، اور مدد طلب کرنے والوں کے مددگار، میں تجھ سے تیری رحمت کا طلب گار ہوں)[106].

ذرا امام صادق علیہ السلام کی جانب نظر کریں اور دیکھیں، وہ خود کس سے مدد طلب کر رہے ہیں؟ اور اپنے متبعین کو کس سے مدد طلب کرنے کی دعوت دے رہے ہیں؟.

---

[106] مکارم الاخلاق طبرسی: (ص/337).

آپ علیہ السلام خود اللہ سے مدد مانگ رہے ہیں، اور اپنے متبعین کو بھی ہر حاجت اور ضرورت کے وقت ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بجائے اللہ ہی سے مدد مانگنے کی تعلیم دے رہے ہیں،!.

کیا آپ کا قول اور آپ کا عمل ہمارے لئے کافی نہیں؟!!!!

اس کے علاوہ امام صادق علیہ السلام نے یہ بھی بتلایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے کرام صرف اللہ رب العالمین ہی سے مدد طلب کیا کرتے تھے.

آپ علیہ السلام کہتے ہیں: تین کلمات ایسے ہیں جو تمام انبیاء کو آدم علیہ السلام سے وراثت میں نصیب ہوئے ہیں، یہاں تک کہ یہ وراثت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کرتے تو یہ کہتے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَاناً تُبَاشِرُ بِه قَلْبِي ويَقِيناً حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّه لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي ورَضِّنِي بِمَا قَسَمْتَ لِي حَتَّى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ ولَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّه ولَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَداً وصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وآلِه.

(اے اللہ میں اس ایمان کا تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کی بدولت تو میرے دل میں بس جائے، اور میں تجھ سے اس یقین کا سوال کرتا ہوں جس کی بدولت میں یہ جان لوں کہ میرے ساتھ وہی حالات پیش آئیں گے جو تو نے میرے لئے لکھ رکھے ہیں، اور جو تو نے

میرے لئے مقدر کر رکھا ہے اس پر راضی ہو جانے کی مجھے توفیق عطا فرما، یہاں تک کہ میں کسی تاخیر کردہ امر میں نہ جلدی کروں، اور نہ جلدی عطا کردہ چیز میں تاخیر چاہوں، اے حی اور قیوم، میں تیری رحمت سے فریاد کرتا ہوں، میرے تمام امور کی اصلاح کر دے، اور لمحہ بھر کیلئے بھی تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر، اللہ کی رحمت ہو محمد ﷺ پر اور آل محمد پر)[107].

جب انبیاء کرام اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور اہل بیت علیہم السلام بھی اللہ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، تو بھلا بتلائیں کہ ہمیں کس سے مدد طلب کرنا چاہیے؟!.

[107] الکافی: (524/2). (کتاب الدعاء- باب القول عند الاصباح والامساء).

اللہ نے فرعون کو کیوں غرق کیا؟

ابن بابویہ قمی نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے ابوالحسن علی بن موسی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: کس وجہ سے اللہ نے فرعون کو غرق کیا جبکہ وہ تو اللہ پر ایمان بھی لے آیا اور اس کی وحدانیت کا اقرار بھی کیا؟ امام رضا علیہ السلام نے عرض کیا: اس نے عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان قبول کیا تھا اور اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہوتا، اور یہ اللہ کی سنت رہی ہے، فرمان الہی ہے: ﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۞ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾[108] (جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہٗ لا شریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں اُن سب معبودوں کا جنہیں ہم شریک ٹھہراتے تھے، مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان اُن کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا)، نیز فرمایا: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾[109] (جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آپہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو).

---

[108] سورۃ المؤمن (الغافر) آیت/84-85.

[109] سورۃ الانعام آیت/158.

اور فرعون کا بھی یہی معاملہ تھا کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو کہا: ﴿آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾[110] (میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اُس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں) اس وقت اسے یہ جواب ملا: ﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً﴾[111] (اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سر کشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا، تو آج ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کیلئے عبرت ہو)...

اور اس کو غرق کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نے غرق ہوتے وقت موسی علیہ السلام سے مدد مانگی تھی اور اللہ سے مدد طلب نہیں کی تھی، تو اللہ نے موسی علیہ السلام کی جانب وحی کی اور فرمایا: يَا مُوسَى مَا أَغَثْتَ فِرْعَوْنَ لِأَنَّكَ لَمْ تَخْلُقْهُ، وَلَوْ اِسْتَغَاثَ بِي لَأَغَثْتُهُ. (اے موسی تم فرعون کی مدد اس لئے نہیں کر سکے کیونکہ تم اس کے خالق نہیں ہو، اگر وہ مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں اس کی ضرور مدد کرتا)[112].

---

[110] سورۃ یونس آیت/90.

[111] سورۃ یونس آیت/91-92.

[112] علل الشرائع:(59/1).

امام رضاعلیہ السلام کے قول پر ذرا غور کریں اور دیکھیں انھوں نے فرعون کے غرق کردیئے جانے کی دوسری وجہ کیا بتلائی ہے ؟آخر کیا وجہ تھی کہ اللہ نے اس کی توبہ قبول نہیں کی ؟!.

وجہ یہ تھی کہ فرعون نے غرق ہوتے وقت اللہ کے بجائے موسی علیہ السلام سے مدد طلب کی تھی.

ذرا غور کریں !اس نے کسی بت سے مدد نہیں مانگی تھی،اس نے تو ایک اولوالعزم پیغمبر سے مدد مانگی تھی، لیکن اللہ نے اس کی دعا کو قبول نہیں کیا، بلکہ موسی علیہ السلام کی جانب وحی کی اور کہا:(اے موسی ! تم فرعون کی مدد نہیں کر سکے کیونکہ تم اس کے خالق نہیں ہو، اگر وہ مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا).

کہاں ہیں وہ لوگ جو انبیاء، ائمہ اور صالحین سے استغاثہ کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں؟ کیا ہوگا آخر ان کا انجام؟ کیا وہ ان روایات کو نہیں دیکھتے ؟!.

کیازھراءعلیہاالسلام اورائمہ سے مدد طلب کی جائے گی یا ان کے خالق سے؟!

غزوہ بدر میں مسلمان جب اضطراری کیفیت میں دعا کی خاطر رب کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھادیتے ہیں ، اس کا تذکرہ اللہ رب العالمین قرآن میں یوں کیاہے: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾[113](اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے پھر اللہ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو لگاتار چلے آئیں گے).

حالانکہ جس وقت مسلمان دعا کررہے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ بقید حیات ان کے درمیان موجود تھے،اسی طرح امام علی علیہ السلام بھی ان کے درمیان موجود تھے، ساتھ ہی سیدہ فاطمہ علیہاالسلام بھی مدینے میں موجود تھیں، لیکن ان تمام کے باوجود ان مسلمان مجاہدوں نے اکیلے پروردگار سے دعا مانگی ، اور اسی سے مدد کے طلب گار ہوئے، کیونکہ وہی اکیلا نفع ونقصان کا مالک ہے اور اس کے علاوہ کوئی نفع ونقصان کا مالک نہیں، یہاں تک کہ محمد ﷺ بھی ایک بشر اور مخلوق ہیں،اور آپ اپنی ذات کیلئے بھی نہ نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان دفع کرنے پر قادر ہیں، تو بھلا آپ کیسے دوسرے کیلئے نفع ونقصان کے مالک ہو سکتے ہیں؟!.

---

[113] سورۃ الانفال آیت/9.

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے متعلق یہ خبر دی کہ آپ بھی بشر ہیں، اور اللہ نے یہ بات اپنی امت تک پہونچانے کا آپ ﷺ کو حکم دیا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾[114] (آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) نیز فرمایا: ﴿قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا﴾[115] (کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں، کہہ دیجئے کہ مجھے ہر گز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہر گز اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں پاسکتا).

ان آیات سے یہ واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام بھی انسان ہیں اور وہ اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہونچانے پر مامور ہوتے ہیں، لیکن تمام مخلوق میں ان کا اونچا مقام و مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ کے منتخب اور چنندہ بندے ہوتے ہیں، جنھیں اللہ رب العالمین نبوت اور رسالت کیلئے منتخب کر لیتا ہے، اور وہ بلند اخلاق اور حسن معاملات میں بشری کمال کے حامل ہوتے ہیں، لیکن ان تمام خوبیوں اور اوصاف کے باوجود وہ نہ ہی اپنی ذات کیلئے اور نہ ہی دوسروں کیلئے نفع و نقصان کے مالک ہوتے ہیں، اور جب انبیاء اور رسول کا یہ حال ہے

---

[114] سورۃ الکہف آیت/110.

[115] سورۃ الجن آیت/21-22.

توعلم وفضل میں ان سے کم درجے کے حامل ائمہ ، اولیاء اور صالحین کس طرح نفع اور نقصان کے مالک ہو سکتے ہیں ؟!.

یہ تو رسول اللہ ﷺ کے متعلق رب کا فرمان تھا، اور اب ابراہیم علیہ السلام کے متعلق رب کا فرمان دیکھئے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ [116] (تم لوگوں کے لیے ابراہیمؑ اور اُس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ''ہم تم سے اور تمہارے اِن معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ'' مگر ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے یہ کہنا (اِس سے مستثنیٰ ہے) کہ ''میں آپ کے لیے مغفرت کی درخواست ضرور کروں گا، اور اللہ سے آپ کے لیے کچھ حاصل کر لینا میرے بس میں نہیں ہے'' (اور ابراہیمؑ واصحاب ابراہیمؑ کی دعا یہ تھی کہ) ''اے ہمارے رب، تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسا کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کر لیا اور تیرے ہی حضور ہمیں پلٹنا ہے'').

عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں ، جن کے ہاتھوں اللہ نے کئی بڑے بڑے معجزات رونما کئے، کہ وہ اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتے تھے، لیکن

---

[116] سورۃ الممتحنہ آیت/4.

جب عیسائیوں نے ان کے متعلق یہ دعوی کیا کہ وہ اللہ کی جانب سے قیامت کے دن حساب وکتاب کے مالک ہوں گے ،اور ان کے متعلق یہ بھی دعوی کیا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں، تو اللہ تعالی نے ان تمام کا جواب ان الفاظ میں دیا: ﴿مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۞ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [117] (مسیح ابن مریمؑ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھے، اُن سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے، ان کی ماں ایک راستباز خاتون تھیں، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں، پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں، اِن سے کہو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالانکہ سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو اللہ ہی ہے).

اللہ نے یہ واضح کر دیا کہ عیسی علیہ السلام بھی ایک انسان ہیں جنھیں کھانے پینے کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ خود اپنے رب اور خالق کے محتاج ہیں، تو بھلا تم کیسے اس ذات سے دعا مانگتے ہو اور مدد طلب کرتے ہو، اور ان کیلئے نذر و نیاز پیش کرتے ہو اور ان کیلئے جانور قربان کرتے ہو، جو خود اپنی ذات کیلئے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں، اور آخر تم کیوں اس معبود حقیقی کو بھول جاتے ہو، جو سننے والا اور جاننے والا ہے، جو تمہاری سرگوشیوں کو بھی جانتا ہے، اور تمہارے دل کی بات کا بھی اسے علم ہے؟

---

[117] سورۃ المائدہ آیت/75-76.

اسی لئے اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[118] (یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں و زمین اور دونوں کے درمیان تمام چیزوں کا ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے). تاکہ اللہ تعالی یہ واضح کردے کہ ان دونوں کے بلند مقام و مرتبے کے باوجود اگر اللہ ان کو ہلاک کرنا چاہے تو کوئی انھیں اللہ سے نہیں بچا سکتا، اور جب مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام اپنی ذات کو نقصان سے نہیں بچا سکتے تو بھلا ان سے کیسے دعا مانگی جاسکتی ہے اور ان کی عبادت کی جاسکتی ہے؟!.

اب یہ بات واضح ہوگئی کہ انبیاء کرام، ائمہ عظام، اور صالحین اپنی ذات کو بھی نہ نفع پہونچا سکتے ہیں اور نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں، لہذا جو شخص ان سے دعا مانگے یا ان امور میں ان سے مدد طلب کرے جس پر کوئی بشر قادر نہیں یا ان کیلئے نذر و نیاز پیش کرے یا ان کیلئے جانور قربان کرے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے.

---

[118] سورۃ المائدہ آیت/17.

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں یہ کہا ہے: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ﴾[119] (پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو) یعنی اللہ نے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کی معرفت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے، صرف اس کے زبانی اقرار کا مطالبہ نہیں کیا ہے، کیونکہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کا زبانی اقرار تو بہت آسان ہے، لیکن صرف زبانی اقرار ہی مقصود نہیں ہے، بلکہ اس کے معانی کو سمجھنا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا مقصود ہے.

اگر (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کا زبانی اقرار ہی مقصود ہوتا تو کفار مکہ کیلئے تو (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کہنا بہت آسان تھا، مگر انھوں نے اس کا اقرار نہیں کیا کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ اس کا صرف زبانی اقرار مقصود نہیں ہے، بلکہ وہ تو رب العالمین کو خالق ومالک مانتے تھے جیسا کہ اللہ رب العالمین نے بیان فرمایا: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾[120] (اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً جواب دیں گے اللہ نے، پھر یہ کہاں الٹے جاتے ہیں)، ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾[121] (اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے) لیکن ان کی گمراہی یہ تھی کہ وہ اللہ رب العالمین کو

---

[119] سورۃ محمد آیت/19.

[120] سورۃ الزخرف آیت/87.

[121] سورۃ الزمر آیت/38.

اپنے زمانے کے بادشاہوں پر قیاس کرتے تھے، وہ بادشاہ جس تک اس کے مقرب اشخاص کے واسطے اور وسیلے کے بغیر رسائی ناممکن ہے!

وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی ذات تو بہت بلند اور پاک ہے اور ہم تو گنہگار بندے ہیں، بھلا ہم کیسے اس سے بلاواسطہ مانگ سکتے ہیں، بلکہ اس تک ہماری رسائی کیلئے ضرور کسی واسطے کی ضرورت ہے جو اس کے دربار میں ہماری سفارش کرسکے، ان کے اس دعوے کو اللہ نے قرآن مجید میں یوں بیان کیا ہے: ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ [122] (اور جن لوگوں نے اس کے سوادوسرے معبود بنارکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں)، یعنی ہم ان کی عبادت اس لئے نہیں کرتے یاان سے اس لئے نہیں مانگتے یاان کیلئے اس لئے جانور قربان نہیں کرتے کہ ہم انھیں اپنا خالق ومالک اور ناصر وحامی سمجھتے ہیں، بلکہ صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں!.

لیکن کیا اللہ نے ان کے اس ایمان کو قبول کیا؟ اور اللہ کے ساتھ دعا اور عبادت میں کسی اور کو شریک کرنے کے ساتھ اللہ کے خالق ومالک ہونے کا اقرار کیا انھیں کچھ نفع پہونچایا؟!.

نہیں، بالکل نہیں! بلکہ اللہ نے ان کے متعلق اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں کے متعلق بیان فرمایا: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ

---

[122] سورۃ الزمر آیت/3.

﴿[123](ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں)، اور اسی لئے اللہ نے ان کی جانب محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا، لیکن جب انھوں نے اپنے اس شرک کے دفاع میں آپ ﷺ سے قتال کیا تو آپ ﷺ نے ان کے حق میں جہنم کی وعید سنائی، اور جب انھوں نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو عبادت میں شریک کر لیا تو مجرد اللہ کا اقرار انھیں کچھ کام نہیں آیا.

اللہ کے نبی ﷺ کے رشتہ دار اور قرابت داروں کا اللہ کے نزدیک بڑا اونچا مقام ہے، لیکن اگر وہ بھی شرک کریں تو انھیں بھی کوئی چھٹکارا نہیں ہے، کیونکہ دین کسی کی جاگیر نہیں ہے، ابو لہب تو نبی اکرم ﷺ کا خاص چچا ہے مگر جب اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو نبی ﷺ کے ساتھ اس کی قرابت داری اسے کوئی فائدہ نہیں پہونچائی.

اسی طرح قوم نوح نے بھی جب اللہ کے ساتھ شریک کیا تو اللہ نے ان تمام کو ہلاک کر دیا، اور اہل ایمان جو ان میں تھوڑے تھے بس وہی باقی اور محفوظ رہے، یعنی کثرت اور قلت کا کوئی معیار نہیں، اگر اسلام کی جانب نسبت کرتے ہوئے بھی شرک کرنے والوں کی اکثریت ہو یا غیر اللہ سے مدد طلب کرنے والوں کی اکثریت ہو تو ان کا یہ شرک کثرت کی وجہ سے توحید نہیں کہلائے گا، بلکہ اللہ نے کئی آیات میں اکثریت کی مذمت بیان کی ہے جب کہ یہ اکثریت گمراہوں کی ہو، فرمان الہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ

---

[123] سورۃ یوسف آیت/106.

عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ﴾[124](بیشک اللہ لوگوں پر مہربان ہے، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے).

نیز فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ﴾[125](اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں).

نیز فرمایا:﴿لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ﴾[126] (لیکن تم میں اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے).

نیز فرمایا: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ﴾[127](ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں).

اوراس معنی کی کئی آیات موجود ہیں.

کسی انسان کا مسلمان ہونا اس کیلئے شرف ومنزلت کا باعث ہے، لیکن اگر وہ اللہ کے ساتھ شرک کرے اور دوسروں کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرالے جنھیں وہ ہر حال میں

---

(124) سورۃ یونس آیت/60.

(125) سورۃ الشعراء آیات/8، 67، 103، 121، 139، 158، 174، 190.

(126) سورۃ الزخرف آیت/78.

(127) سورۃ یوسف آیت/106.

پکارے اور ان ہی سے دعا مانگے تو اللہ اس بندے سے، اس کی عبادت سے اور ساتھ ہی اس کے مزعومہ اسلام سے غنی اور بے نیاز ہے، اور اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں.

فرمان الٰہی ہے: ﴿إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ﴾[128] (اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ تم (سب سے) بے نیاز ہے).

نیز اللہ نے فرمایا: ﴿إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾[129] (اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے).

کسی مسلمان کیلئے یہ جائز ہی نہیں کہ وہ زبان سے تو (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کا اقرار کرے اور عمل مکمل اس کلمۂ اخلاص کے خلاف کرے، کہ دن ورات اللہ کے ساتھ شرک کرتا رہے، پھر بھی یہ گمان رکھے کہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کا زبانی اقرار ہی اسے جہنم سے بچالے گا!.

ایک مرتبہ ایک کتاب بنام (اکسیر الدعوات) میری نظر سے گزری، یہ دعاؤں کی ایک مشہور کتاب ہے، اس کتاب میں ایک دعا کا عنوان یہ ہے "إِسْتِغَاثَةٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ" (یعنی فاطمہ علیہاالسلام سے استغاثہ یعنی مدد طلب کرنا) اس دعا کا طریقہ مؤلف کتاب نے اس طرح بیان کیا ہے: (امن والے شہر میں تم دو رکعت نماز ادا کرو، اور

---

(128) سورۃ الزمر آیت/7.

(129) سورۃ ابراہیم آیت/8.

جب سلام پھیرو تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہو، اور تسبیح فاطمہ زہراءعلیہاالسلام پڑھو، پھر سجدہ کرواور سو مرتبہ (100) یہ کہو "يَامَوْلَايَ يَا فَاطِمَةُ أَغِيثِينِي" (یعنی اے میری مولا، اے فاطمہ میری مدد فرمائیں)، پھر اپنا داہنا گال زمین پر رکھو اور یہی کلمات سو مرتبہ کہو، پھر سجدہ کرواور اسی طرح کہو، اس کے بعد اپنا بایاں گال زمین پر رکھتے ہوئے اسی طرح کہو، پھر سجدہ کرو اور اس مرتبہ یہ کلمات ایک سو دس (110) مرتبہ کہو، اس کے بعد تمہاری جو ضرورت اور حاجت ہو بیان کرو، اللہ کے حکم سے ضرور پوری ہو گی)[130].

یہ دیکھ کر مجھے بڑاافسوس ہوا، اور مسلمانوں کی اس حالت زار پر اللہ کا یہ فرمان یاد آ گیا: ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۞ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ﴾[131] (اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور انکو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو؟ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے).

آخر ہم کن وادیوں میں بھٹک رہے ہیں، اور کن کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں؟!.

---

[130] اکسیر الدعوات: (ص/410).

[131] سورۃ الاحقاف آیت/5-6.

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایک عاجز بندے اور کمزور مخلوق سے مدد طلب کرنے میں اور قادر مطلق سے مدد طلب کرنے میں بہت فرق ہے !

مخلوق کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی موت اور حیات کی تک مالک نہیں، اور اس کا رزق خود اس کے ہاتھ میں نہیں، بھلا ایسی ذات کسی دوسرے کو کیسے رزق دے گی ؟!

اور صرف اللہ ہی قادر مطلق ہے جو پریشان حال کی پکار کو سنتا ہے اور اس کی پریشانی کو دور بھی کرتا ہے !.

کیااللہ بندوں کیلئے کافی نہیں؟!

اللہ رب العزت ہی کی ذات ہے جس کی جانب مخلوق اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں میں رخ کرتی ہے....اور یہی وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے.

کلینی نے (الکافی) میں داود بن قاسم جعفری سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ابو جعفر الثانی سے سوال کرتے ہوئے کہا : میری جان آپ پر قربان! ذرا (الصمد) کا معنی بتلادیں؟ آپ نے عرض کیا: الصمد اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس کی جانب ہر چھوٹی بڑی چیز میں قصد کیا جاتا ہے)[132].

کلینی نے اس روایت پر یہ تعلیق لکھی ہے: اس سے مراد صرف اللہ کی ذات ہے، کیونکہ تمام انسان اور جنات اپنی ضرورتوں میں اسی کا رخ کرتے ہیں، اور اپنی مصیبتوں میں اسی کی پناہ طلب کرتے ہیں، اور اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں، کیونکہ یہی ایک ذات ہے جو ان کی ضرورتوں کو پورا کرے گی اور ان سے شر کو دفع کرے گی[133].

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے فرمایا:

---

[132] الکافی: (123/1) –(کتاب التوحید- باب تأویل الصمد- حدیث نمبر (1)).

[133] الکافی: (124/1).

إِذَا خِفْتَ أَمْراً فَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ لَا يَكْفِي مِنْكَ أَحَدٌ وأَنْتَ تَكْفِي مِنْ كُلِّ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَاكْفِنِي كَذَا وكَذَا وفِي حَدِيثٍ آخَرَ قَالَ تَقُولُ يَا كَافِياً مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ولَا يَكْفِي مِنْكَ شَيْءٌ فِي السَّمَاوَاتِ والأَرْضِ.

(جب تم خوف میں مبتلا ہو جاؤ تو یہ کہو "اے اللہ تیرے مقابلے میں مخلوق کی کوئی طاقت نہیں، اور تو تمام مخلوق کیلئے اکیلا کافی ہے، پس تو میرے فلاں اور فلاں معاملے میں کافی ہو جا....) ایک دوسری روایت میں ہے (اے وہ ذات جو تمام مخلوق کیلئے کافی ہے ،اور آسمان وزمین میں کوئی مخلوق تیرے مقابلے میں کافی نہیں...)[134].

امام جعفر صادق کی اس دعا کو دیکھنے کے باوجود کہاں ہیں وہ لوگ جو اب بھی یہ کلمات دہراتے ہیں:

يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ، يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ، اِكْفِيَانِي فَإِنَّكُمَا كَافِيَانِي، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ اُنْصُرَانِي فَإِنَّكُمَا نَاصِرَانِي، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ، اِحْفَظَانِي فَإِنَّكُمَا حَافِظَانِي، يَا مَولَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، الغَوْثَ الغَوْثَ، أَدْرِكْنِي أَدْرِكْنِي، الأَمَانَ الأَمَانَ.

(اے محمد اے علی، اے علی اے محمد، میرے لئے آپ کافی ہو جائیں، آپ ہی میرے لئے کافی ہیں، اے محمد اے علی، اے علی اے محمد، میری مدد فرمائیں، آپ ہی

[134] الکافی: (404/2)-(کتاب الدعاء- باب الدعاء للکرب والھم والحزن والخوف).

میرے حامی و مددگار ہیں، اے محمد اے علی، اے علی اے محمد، میری حفاظت فرمائیں، آپ ہی میرے محافظ ہیں، اے میرے مولا، اے صاحب زمان، مدد کریں مدد کریں، مجھے تھام لیں مجھے تھام لیں، مجھے بچائیں مجھے بچائیں)[135]؟.

اللہ ان سے یہ سوال کرتا ہے: ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾[136](کیااللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟).

کیاان کیلئے اللہ کافی نہیں کہ وہ اپنے رب ہی کی پناہ میں آجائیں؟ کیاان کیلئے اللہ کافی نہیں کہ وہ اسی سے عافیت کا سوال کریں؟ کیاان کیلئے اللہ کافی نہیں کہ وہ اسی سے مدد مانگیں؟ کیاان کیلئے اللہ کافی نہیں کہ وہ اسی سے امان طلب کریں؟ کیاان کیلئے اللہ کی ذات کافی نہیں....!.

اللہ رب العالمین فرماتے ہیں: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾[137](اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ ان سے کہئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

---

[135] دیکھیں: وسائل الشیعہ: (185/8) (باب: استحباب التطوع بصلاۃ الائمہ).

[136] سورۃ الزمر آیت/36.

[137] سورۃ الزمر آیت/38.

اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں).

ایک مسلمان جب التجا کرتا ہے، دعا مانگتا ہے یا مدد کا طلب گار ہوتا ہے تو اس کی تمام تر توجہ صرف اللہ کی جانب ہوتی ہے، اسی سے وہ اپنی مراد مانگتا ہے اور مصیبت سے چھٹکارے کا سوال کرتا ہے، کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ کسی مخلوق سے اس چیز کو طلب کرنا جس پر اللہ کے علاوہ کوئی قادر نہیں، شرک ہے.

لیکن ایسی کئی جھوٹی روایات میری نظر سے گزری ہیں جن میں نعوذ باللہ انسان سے مانگنے کی ترغیب دی گئی ہے، جب کہ انسان کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں، اور نہ ہی وہ اپنی موت اور حیات پر اختیار رکھتا ہے.

ان جھوٹی روایات میں صرف مانگنے کی ترغیب ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ مانگنے کا طور طریقہ بھی سکھلایا گیا، اور یہ بھی بتلایا گیا کہ کس امام کو کس حاجت اور ضرورت میں پکارا جائے گا!

روایات میں آتا ہے:

وَأَمَّا عَلِي بِنُ الحُسَيْن فَلِلنَّجَاةِ مِنْ السَّلَاطِينِ وَنَفْثِ الشَّيَاطِينِ، وَأَمَّا مُحَمَّدٌ بِنُ عَلِي وَجَعْفَرُ بِنُ مُحَمَّدٍ فَلِلآخِرَةِ، وَمَا تَبْتَغِيهِ مِنْ طَاعَةِ الله عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا مُوسَى بِنُ جَعْفَرَ فَالْتَمِسْ بِهِ العَافِيَةَ مِنْ الله عَزَّ وَجَلَّ،

وَأَمَّا عَلِی اِبْنُ مُوسَی فَاطْلُبْ بِهِ السَّلَامَةَ فِي البَرَارِيِّ وَالبِحَارِ، وَأَمَّا مُحَمَّدٌ بِنُ عَلِی فَاسْتَنْزِلْ بِهِ الرِّزْقَ مِنْ اللهّ تَعَالَی، وَأَمَّا عَلِی بنُ مُحَمَّدٍ فَلِلنَّوَافِلِ وَبِرِّ الإِخْوَانِ، وَمَا تَبْتَغِيهِ مِنْ طَاعَةِ الله عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا الحَسَنُ بِنُ عَلِی فَلِلآخِرَةِ، وَأَمَّا صَاحِبُ الزَّمَانِ فَإِذَا بَلَغَ مِنْكَ السَّيْفُ الذَّبْحَ، فَاسْتَعِنْ بِهِ، فَإِنَّهُ يُعِينُكَ.

(سلاطین اور شیاطین کے شر سے نجات کیلئے امام علی بن حسین ہیں، آخرت اور اطاعت الٰہی کی خاطر محمد بن علی اور جعفر بن محمد ہیں، موسی بن جعفر کے ذریعے تم اللہ سے عافیت طلب کرو، بحر و بر میں سلامتی علی بن موسی کے ذریعے طلب کرو، محمد بن علی کے ذریعے اللہ سے رزق مانگو، نوافل، بھائی چارگی، اور اطاعت الٰہی کی توفیق کیلئے علی بن محمد ہیں، اور حسن بن علی آخرت کیلئے ہیں، رہے امام صاحب زمان تو جب تمہیں قتل کرنے کیلئے تلوار تمہاری گردن تک پہونچ جائے تو ان سے مدد مانگو وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے)[138].

اس روایت کی شرح کے طور پر بحار الانوار کے مؤلف علامہ مجلسی نے اس روایت کے بعد اسی طرز پر ایک دعا لکھی ہے، جس میں مذکورہ روایت کے مطابق ائمہ سے مدد طلب کی گئی ہے[139].

---

[138] بحار الانوار: (33/91).

[139] بحار الانوار: (34/91-35).

اس کے علاوہ اسی طرز پر اور بہت سی دعائیں بنائی گئی ہیں، یہاں تک لوگوں نے ان ائمہ کرام علیہم السلام ہی کو مددگار سمجھ لیا، اور ان ہی سے اپنی امیدیں وابستہ کرلیں!.

کوئی ان کی دہائی دیتے ہوئے کہتا ہے (یا حسین)، (یا علی)، (یا مہدی)، اور کبھی (یا عباس).... یہ کہتے ہوئے وہ ان سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے، یا کسی وزنی چیز کو اٹھانے میں مدد مانگتا ہے!.

کوئی (یا علی مدد) کا ورد کرتا ہے، تو کوئی (يَا حُسَيْنُ أَغِثْنِي) "اے حسین میرے مدد فرمائیں" کہتا ہے، تو کوئی امام رضا کی قبر کو بوسہ دیتے ہوئے روتے روتے اپنے گال مسلتا ہے، اور ان سے دعا مانگتا ہے اور ان کیلئے نذر و نیاز پیش کرتا ہے!!.

تو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امام کاظم علیہ السلام باب الحوائج (حاجتیں پوری ہونے کا دروازہ) ہیں! لہذا وہ اللہ کو چھوڑ کر ان ہی کے در سے چمٹ جاتا ہے!.

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان اپنی نماز میں دن میں کم از کم سترہ مرتبہ سورہ فاتحہ میں: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (اے پروردگار ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) کہتا ہے، لیکن جب مانگنے اور مدد طلب کرنے کی باری آتی ہے تو اپنے مثل ہی کسی مخلوق سے چمٹ جاتا ہے، اور اس آیت کی ذرا سی پرواہ نہیں کرتا جس کو وہ بچپن سے دہراتا آیا ہے؟!.

کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ ان کلمات کو بار بار دہرائے گا تو اس کی مراد پوری ہو جائے گی: (نَادِ عَلِيًّا مُظْهِرَ الْعَجَائِبِ * تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ *

كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ * بِوِلَايَتِكَ يَا عليُّ يا عليُّ يا عليُّ)جس کا معنی یہ ہے ''تم عجائبات کو ظاہر کرنے والے علی علیہ السلام کو پکارو، تم پریشانیوں میں انھیں اپنا مدد گار پاؤگے، تمام پریشانیاں اور غم وحزن اے علی اے علی اے علی آپ کی ولایت سے چھٹ جائیں گے''اور اس کے بعد وہ یہ کہتا ہے(يَا أَبَاالغَوثِ أَغِثنِي، يَا عَلِيُّ أَدرِكنِي)یعنی ''اے زیادہ مدد کرنے والے میری مدد کریں، اور اے علی مجھے تھام لیں''.[140]

اور اس رب العالمین کو بھول جاتا ہے جس نے خود اپنے متعلق قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے: ﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾[141] (بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو).

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے: جب ائمہ ہی محتاج اور ضرورت مند کے ملجأ وماوی ہیں، اور وہی مصیبت زدہ کو چھٹکارا دلانے والے اور خوف زدہ کو امن عطا کرنے والے ہیں، اور ان کا نام لئے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی، تو بھلا اس عقیدے میں اور مشرکین مکہ کے اس عقیدے میں کیا فرق ہے جو عقیدہ وہ اپنے بتوں کے بارے میں رکھتے تھے؟!!!.

---

[140] دیکھیں: مستدرک الوسائل از میرزا نوری: (483/15).

[141] سورۃ النمل آیت/62.

ہاں ہاں! ان مسلمانوں میں اور ان مشرکین میں بس ایک فرق ہے....

مشرکین مکہ جب مصیبت میں پھنس جاتے تو اخلاص کے ساتھ صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے: ﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾[142] (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو اس کے لئے عبادت کو خالص کرکے پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں).

لیکن افسوس کہ ائمہ سے مانگنے والے اور ان کے نام کی دہائی دینے والوں کا یہ حال ہے کہ وہ آسانی اور پریشانی ہر دو صورت میں ائمہ ہی کو پکارتے ہیں، اور ہر حال میں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں!!!.

---

[142] سورۃ العنکبوت آیت/65.

نعرے اب کافی ہیں...

آخر کب تک ہم صرف اہل بیت کا نام ہی لیتے رہیں گے، جب کہ ہماری زندگی میں وہ توحید ہی ناپید ہے جو اہل بیت علیہم السلام کی زندگی میں نمایاں تھی؟ کیوں ہم مخلوق سے چمٹ بیٹھے ہیں، انھیں کو اپنی مصیبتوں میں پکارنے لگے ہیں، انھیں سے اپنا رزق بھی طلب کرنے لگے ہیں، انھیں سے انعام بھی مانگنے لگے ہیں، اور ہم نے خالق ومالک اور سمیع وبصیر رب ذوالجلال کو آخر کیوں بھلا دیا ہے؟!.

آخر کب تک ہم صرف محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے راگ ہی الاپتے رہیں گے؟ جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ جب کتاب وسنت ہمیں یہ حکم دیتے ہیں کہ انبیاء کرام وغیرہ کے بجائے یکسو ہو کر اللہ کی جانب اپنا رخ کرلو، تو ہم میں کچھ بھی جنبش پیدا نہیں ہوتی!.

آخر کب تک ہم صرف اہل بیت علیہم السلام کی اتباع کا دم ہی بھرتے رہیں گے؟ جبکہ اس اتباع کا مطلب ہم گزرے ہوئے لوگوں کو برا بھلا کہنے اور جاہلی نعرے بلند کرنے کے علاوہ کچھ نہیں جانتے؟ کیا یہی اتباع اہل بیت علیہم السلام ہے؟!.

ذرا یہ بھی سوچیں کہ اہل بیت علیہم السلام نے توحید کی سربلندی اور اسے تمام انسانوں تک پہونچانے، اور ساتھ ہی مسلم معاشرے میں پھیلی برائی کا خاتمہ کرنے کیلئے جس قدر جدوجہد کی اس کے مقابلے میں ہم اپنی ذمہ داری کہاں تک ادا کر رہے ہیں؟!.

اب اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اپنا عقیدہ درست کرلیں، تاکہ ہم ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں جن کے متعلق اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۞ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾[143] (کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں بتادوں کہ عمل کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں کہ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہو گیئں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں).

(وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين)

[143] سورۃ الکہف آیت/103-104.

فہرست مراجع ومصادر

1- الاعتقادات مع تصحیح الاعتقاد – شیخ ابن بابویہ قمی، شیخ المفید – تحقیق: عصام عبد السید – دار المفید – دوسرا ایڈیشن 1414ھ.

2- بحار الانوار – علامہ محمد باقر مجلسی – مؤسسۃ الوفاء – بیروت، لبنان – دوسرا ایڈیشن 1403ھ-1983م.

3- التبیان فی تفسیر القرآن – محمد بن حسن طوسی شیخ الطائفہ – تحقیق: احمد حبیب قصیر عاملی – مکتب الاعلام الاسلامی – پہلا ایڈیشن 1409ھ.

4- تفسیر جامع الجوامع – فضل بن حسن طبرسی – مؤسسۃ النشر الاسلامی لجماعۃ المدرسین – قم – پہلا ایڈیشن 1418ھ.

5- التوحید – ابن بابویہ قمی صدوق – تحقیق: سید ہاشم حسینی طہرانی – ناشر: جامعۃ المدرسین – قم – پہلا ایڈیشن 1387ھ.

6- الخصال – ابن بابویہ قمی صدوق – تحقیق: علی اکبر غفاری – قم.

7- الصحیفہ السجادیہ الکاملہ لامام علی بن حسین – ناشر: جامعہ مدرسین حوزہ قم.

8- الصحیفہ السجادیہ – اشراف: سید محمد باقر نجل سید مرتضی موحد ابطحی اصفہانی – تحقیق: مؤسسۃ الامام مہدی علیہ السلام – پہلا ایڈیشن 1411ھ.

9- علل الشرائع—ابن بابویہ قمی صدوق— منشورات المکتبۃ الحیدریہ-1385ھ-1966م.

10-قرب الاسناد—ابو عباس عبد اللہ حمیری-مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث— قم— پہلا ایڈیشن 1413ھ.

11-الکافی—کلینی— تحقیق : علی اکبر غفاری— ناشر: دار الکتب الاسلامیۃ— چوتھا ایڈیشن 1365ھ.

12-المسائل السرویۃ— شیخ مفید—المؤتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید.

13-مستدرک الوسائل— تحقیق: نوری طبرسی—مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث— پہلا ایڈیشن 1408ھ.

14-نہج البلاغہ—امام علی علیہ السلام— تحقیق: محمد عبدہ—دار المعرفۃ—بیروت.

15-وسائل الشیعۃ— حر العاملی— تحقیق ونشر: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث—دوسرا ایڈیشن— قم.